بیان الاولیاء
کتب خانہ نذیریہ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

بیان الاولیاء

مصنفہ

خواجہ حاجی نجم الدین صاحب چشتی نظامی سلیمانی
خلیفہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ

زیر اہتمام

غلام غلامان اولیاء مسلم احمد نظامی ۔ ایم ۔ اے

ناشر

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل۔ کھاری باؤلی دھلی
قیمت :۔ دو روپیہ ۔

تصوف کی عدیم النظیر

نشریات کا واحد ادارہ

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل گھاٹی باؤلی دہلی

یا فتّاحُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

حمد اور ثنا سزاوار ہے اس اللہ پاک کو جس نے پیدا
کیا انبیاؑ و اولیاءؒ کو اور درجے بلند کئے اُن کے اور چھانٹ
لیا اُن کو تمام مخلوقات میں سے اور زمین اور آسمان کا ان کو ستون
کیا کہ جب تک یہ اولیاء اللہ اس زمین پہ رہیں گے ۔ زمین آسمان
قائم رہیں گے اور قیامت نہ ہوگی اور مدار المہام اپنی مخلوق
کا ان کو کیا ۔ اور ہر ایک کو ایک ایک عہدہ ولایت سے
سرفرازی دی کہ تمام اپنے عہدہ پہ واسطے ہدایت
اور نگہبانی خلق کے مضبوط ہیں اور دفع بلیّات کا خلق سے
ان کے وجود کی برکت سے کیا ۔

قطعہ

اس لئے سجدہ کرے ہے اس زمین کو آسماں
تا قیامت اس ... باقی رہیں گے اولیاء
ایک زمانہ بھی نہیں خالی ہے قطب و غوث سے
لیک سورج کو نہ دیکھے شب پرِ ماخولیا

اور درود بے نہایت اوپر اس مظہر اتم رسول پاک کے کہ نام پاک اُن کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ اور اوپر آل و اصحاب اور تابعین اور تمام امت اُن کی کے۔

اس کے بعد کہتا ہے حقیر فقیر نجم الدین بیٹا احمد بخش مرحوم کا کہ یہ بیان چار پیر چودہ خانوادوں کا اور بیان قطبوں اور غوثوں اور ابدالوں اور اوتادوں اور تمام اولیاء اللہ کا کتاب مرات ضیائی میں مفصل لکھا تھا۔ اور اس کتاب والے نے کتاب مرات الاسرار اور کشف المحجوب اور لطائف اشرفی سے نقل کیا تھا اور یہ کتابیں بڑی معتبر اور نامی ہیں اور اس ملک میں اُن کتابوں کا ملنا دشوار ہے اس واسطے ان کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں کیا۔ اور نام اس کا بیان الاولیاء رکھا تاکہ ہر ایک آدمی آسانی سے سمجھ لے اور اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کرے۔

ابیات

یہ مردانِ حق کا ہے سارا بیاں | سنو عاشقانِ خدا کو عیاں
کتابوں بڑی معتبر سے نکال | جو تھی عربی اور فارسی وہ مقال
کیا ترجمہ ماہ شوال میں | بارہ سے تریسٹھ کی سن سال ہیں
رکھا نام اِس کا بیانِ اولیا | نہ دیکھے گا اُس کو سوا باصفا

نجم نے کیا یہ بہ ہندی زباں
رہے مجھ سے یہ بھی جہاں میں نشاں

اس کتاب میں آٹھ باب ہیں۔

۱۔ باب پہلا۔ بیچ بیان خرقہ خلافت فقیری کے۔
۲۔ باب دوسرا۔ بیچ بیان چار پیر چودہ خانوادوں کے۔
۳۔ باب تیسرا۔ بیچ بیان ان چالیس خانوادوں کے جو ان چودہ خانوادوں سے نکلے ہیں۔
۴۔ باب چوتھا۔ بیچ بیان بارہ مذہب صوفیوں کے۔
۵۔ باب پانچواں۔ بیچ بیان سو منزل درویشاں کے۔
۶۔ باب چھٹا۔ دس مقام مفصل اور بیان دائرہ فقرا کے۔
۷۔ باب ساتواں۔ بیچ بیان قطبوں اور غوثوں اور ابدال اور تمام اولیاء اللہ کے۔
۸۔ باب آٹھواں۔ بیچ بیان مفصل اولیاء اللہ کے۔

باب پہلا

بیچ ذکر خرقہ خلافت فقیری کے

جو کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کس کو فقیری کی نعمت پہونچی ہے۔

اے عزیز! سُن! خرقہ خلافت فقیر کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت کیا ہے۔
اس مقدمہ پہ تمام اہل تصوّف متفق ہیں جیسے کہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الٰہی نے راحت القلوب اور سیر الاولیاء میں حضرات خواجگان چشت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات خرقہ خلافت اللہ تعالٰی نے عنایت کیا تھا جب کہ حضرت معراج سے اُلٹے آئے اور تمام اصحابوں کو بلایا اور فرمایا کہ مجھ کو خرقہ ملا ہے اور حکم ہوا ہے کہ یہ اس کو خرقہ دینا جو تیرے کو یہ جواب دے۔

سو یہ خرقہ میں ایک کو دوں گا۔

پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ تجھ کو دوں اس کو پہن کر تو کیا کام کرے گا کہا صدق دل میں رکھوں اور بندگی خدا کروں گا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ عدل کروں اور انصاف کروں گا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ میں اتفاق کروں گا یعنی سب سے مل کر چلونگا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ اگر تجھ کو یہ خرقہ دوں تو تو کیا کام کرے فرمایا پردہ پوشی کروں گا اور بندگان خدا کے عیب ڈھاکوں گا۔

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا اور فرمایا۔ مجھ کو یہ حکم تھا کہ جو تجھ کو یہ جواب دے اس کو یہ خرقہ دینا۔

اور روایت دوسری یہ ہے کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔ ساتھ اتفاق مشائخوں کے رضی اللہ عنہم اجمعین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک کپڑہ درگاہ حق تعالےٰ سے لا کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا حضرت نے چاروں یاروں کو بانٹ دیا اس طور سے کہ ایک ٹکڑا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ ان ٹکڑوں کی محافظت کرنا اور میں منگاؤں جب لانا ایک دن حضرت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں یاروں سے وہ ٹکڑے منگائے اِن تینوں یاروں نے جاکر دیکھا تو وہ ٹکڑے نہ پائے لاچار اُلٹے حضرت کے پاس خالی ہاتھ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ چاروں ٹکڑے لاکر حضرت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے آپؐ نے فرمایا مبارک ہو پہن اور پہنا۔

اور ملفوظ حضرت شیخ مینا چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں جوامع الکلم ملفوظ حضرت سید محمد گیسو دراز سے یوں لکھا ہے کہ خلافت حضرت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو طرح کی ہے ایک خلافت کبریٰ یعنی بڑی ہے۔ ایک صغریٰ یعنی چھوٹی ہے۔

خلافت کبریٰ باطن کی خلافت کو کہتے ہیں

اور خلافت صغریٰ ظاہر کی خلافت کو

تو خلافت کبریٰ جو باطن کی مد ہے وہ خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کی ہے ساتھ اجماع امت کے یعنی اس پہ سب متفق ہیں

اور خلافت صغریٰ خلافت ظاہر کو کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے تمام اہل سنت والجماعت اس بات پہ متفق ہیں کہ بعد حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ اور رافضی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور حضرت میر سیّد جمال الدین محدث روضۃ الاحباب میں صحیح بخاری اور مسلم شریف سے نقل لکھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر کا حج کر کے مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے جب کہ منزل غدیرِ خم کہ گرد جحفہ سے ہے پہونچے ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔

اوّل وقت آپ نے نماز پڑھی پھر بعد فراغت نماز کے آپ نے تمام اصحاب کی طرف منہ پھیر کر فرمایا اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی آیا نہیں ہوں میں افضل ساتھ مومنوں کے اُن کی ذات سے یعنی فرمایا کہ اے یارو کیا میرا درجہ تمام مومنوں سے بڑا نہیں ہے۔

اور ایک روایت ہے کہ فرمایا کہ گویا مجھ کو اب عالم بقا میں بلایا ہے اور میں نے قبول کیا ہے یعنی میرے فوت ہونے کے دن قریب آئے ہیں۔

سُنو میں تمہارے بیچ دو چیز چھوڑ جاتا ہوں ایک دوسرے سے بڑی ایک قرآن دوسرے اہل بیت میری دیکھو بڑی ان کی احتیاط کرلو اور دیکھیں کیونکر ان کے ساتھ سلوک کرو گے اور ان کا حق کیونکر ادا کرو گے اور وہ دوام جدا ہیں۔

آپس میں نہیں ہوں گے تو بیچ لب حوض کوثر کے میرے پاس پہونچیں گے تحقیق اللہ تعالیٰ مولیٰ میرا ہے اور میں مولا تمام مومنوں کا یہ بات فرماکر پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپؐ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ

یعنی میں جس کا سردار ہوں علیؓ بھی اس کا سردار ہے۔ یا الٰہی دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علیؓ کو اور دشمن رہ اس کا جو دشمنی کرے علیؓ سے اور مدد کر اس کی جو مدد کرے علیؓ کی اور چھوڑ دے اس کو جو چھوڑ دے علیؓ کو۔ سچ کہا ہے کسی نے۔

بیت

برد بولائے سر دین خویش تاج بناز
زخاک پائے جوانمرد وَالِ مَنْ وَالَاہُ
زدل عداوت او دور دار تا نخوری
زتیغ لفظ نبی زخم عَادِ مَنْ عَادَاہُ

اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ جب کہ موسےٰ علیہ السلام کوہ طور سینا پہ جانے لگے تھے تو تمام بنی اسرائیلیوں کو اکٹھا کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اُن کا خلیفہ کیا تھا اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ مِنْ بَعْدِیْ

یعنی تو مجھے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام تھا
موسیٰؑ علیہ السلام سے مگر وہ نبی تھا اور میرے پیچھے نبی نہیں
اور مولانا رومؒ نے مثنوی میں لکھا ہے۔

مثنوی

افتخارِ ہر نبی و ہر ولی
در جہاں آمد وجودِ آں علی

باب دوسرا

بیچ ذکر چار پیر چودہ خانوادوں اصلی اور فرعی کے

اے عزیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار شخصوں کو خرقہ خلافت کا دیا تھا ان کو چار پیر کہتے ہیں۔
اوّل تو امام حسنؑ علیہ السلام۔
دوسرے امام حسینؑ علیہ السلام۔
تیسرے خواجہ کمیل زیادؒ۔
چوتھے خواجہ حسن بصریؒ
اور بعضے رسالوں میں ایسا لکھتے ہیں کہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک خواجہ حسن بصری کو ہی پہنچا ہے اور ان سے چودہ خانوادے جاری ہوئے ہیں۔
یہ ضعیف روایت ہے کیونکہ امامت اور خلافت امام حسنؑ

رضی اللہ عنہ کی اکثر معتبر کتابوں میں لکھی ہے۔

اور نفحات الانس میں امام مجد الدین بغدادی رضی اللہ عنہ سے نقل لکھی ہے کہ خرقہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دو شخصوں کو پہنچا ایک تو خواجہ حسن بصریؒ کو اور ایک خواجہ کمیل بن زیادؒ کو۔

اور لطائف اشرفی اور تذکرۃ الاولیاء اور اوراد غوثیہ میں لکھا ہے کہ اکثر مشائخ اسی بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خرقہ خلافت کا چار آدمیوں کو پہنچا ہے یعنی امام حسنؓ رضی اللہ عنہ اور امام حسینؓ رضی اللہ عنہ اور خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ کمیل بیٹے زیاد کے کو۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ کی خلافت میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کرنے میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اُن کی بیعت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے تھی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ خواجہ کمیل بن زیادؒ سے تھی لیکن صحیح یوں ہے کہ بغیر واسطے کے ان کی بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

چنانچہ مولانا فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فخر الحسن میں ان کی بیعت کرنے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مفصل احوال لکھا ہے۔

اور سیر الاولیا میں اور اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کو بیعت اور خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

اور کتاب حبیب السیر میں لکھا ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ کی اٹھارہ برس کی عمر تھی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے پھر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت پر بیٹھے خواجہ حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حسنؓ رضی اللہ عنہ کی متابعت اختیار کی اور اکثر فوائد ان سے بھی لیے۔

چنانچہ کشف المحجوب میں مکتوبات ان کے جو آپس میں لکھے تھے بعینہ نقل کیے ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ کمیل بن زیاد کی بھی صحبت کری ہے۔

القصہ اللہ تعالیٰ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر کی برکت سے پیشوا مشائخوں کا کیا کہ اکثر سلسلے ان کے وسیلے سے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو ملتے ہیں۔

اس فصل میں بیان چودہ خانوادوں کا ہے

اول خانوادہ :۔ زیدیان کا ہے یہ خانوادہ خواجہ عبدالواحد زید کے بیٹے سے چلا ہے اور خواجہ عبدالواحد مرید اور خلیفہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں اور خواجہ کمیل بن زیاد سے بھی جو چچا پیران کے تھے۔ خرقہ خلافت کا ان کو ملا ہے جب کہ یہ خلافت پہ بیٹھے اور لوگوں کو فیض جاری کرنے لگے۔ پانچ شخص حضرت عبداللہ بن عوف رضی کی اولاد سے ان کے آکر مرید ہوئے اور نہایت محبت اور عشق اپنے پیر کی سے اپنے باپ دادوں کے نام کو مٹا دیا اور اپنے پیر کے نام پہ اپنے تئیں کہلایا یعنی زیدی مشہور ہوئے اس دن سے یہ خانوادہ زیدیہ مشہور ہوا اور یہ زیدی جنگل میں رہا کرتے اور تین چار دن پیچھے روزہ کو میوے جنگلی یا گھاس سے کھولا کرتے اور بستیوں میں نہیں جایا کرتے اور کسی جاندار کو نہیں کاٹتے اور نذر نیاز کسی کی نہیں لیتے جب کہ خواجہ عبدالواحد فوت ہونے لگے۔ خرقہ خلافت کا جو خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے ملا تھا۔ خواجہ فضیل بن عیاض کو بخشا اور خرقہ کمیل زیاد کے

بیٹے سے ملا تھا۔ ابو یعقوب سوسی کو دیلہ اور سلسلے اُن دو بزرگوں سے جاری ہوئے۔

دوسرا خانوادہ عیاضان کا ہے:۔ خواجہ فضیل بن عیاض ؒ سے چلا ہے۔ یہ مرید خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے تھے اور اکثر بزرگان اور وں سے بھی انہوں نے فیض لیا ہے جو ان سے مرید ہوتا سب گھر بار کو اور باپ دادوں کے نام کو ترک کرکے آپ کو عیاضی کہلاتا۔ اور عیاضی ہمیشہ اکیلے مسافرت کرتے، اور مجرد رہتے، اور شادی نہ کرتے، اور کپڑے نئے نہیں پہنتے، کوئی کپڑے کا ٹکڑا پاتا اس کو لے کر اپنے کپڑے کے پیوند لگا لیتے۔ اور کسی سے سوال نہ کرتے اور جو کوئی بن مانگے لا دیتا اس کو لے کر خرچ کرتے اور اکثر طعام مہمان کو ساتھ لے کر کھاتے۔ اور خلق سے نہیں ملتے۔

تیسرا خانوادہ ادہمیان کا ہے۔ خواجہ ابراہیم ادہمؒ سے ملتا ہے اور خواجہ ابراہیم ادہمؒ کو تین بزرگوں سے خلافت ملی۔

ایک خواجہ خضرؑ علیہ السلام سے خلافت کا خرقہ ملا اور بہت مدت اُن کی صحبت کری اور فیض لیا۔

پھر دوسرا خواجہ فضیل بن عیاضؒ سے ملا اور فیض لیا اور

بیعت بھی ان سے ہی ہے۔

پھر امام باقر رضی اللہ عنہ سے خلافت ملی اور فیض لیا

جو کوئی خواجہ ابراہیم ادہم کا مرید ہوتا نہایت محبت پیر سے نسبت باپ دادا اور شہر کو مٹا دیتا آپ کو ادہمی کہلاتا اور ادہمیان مجرد اور مسافر رہتے اور ذکر کلمہ پکار کر بہت کرتے اس ذکر کو ذکر جلی اور ذکر جہر بھی کہتے ہیں۔

جو کوئی بن مانگے لا دیتا۔ لے لیتے اور کھاتے اور دنیاداروں سے نہیں ملتے اور ریاضت مجاہدہ کرتے۔

اور ایک شجرہ تو اُن کا امام محمدؒ باقر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملتا ہے

اور دوسرا شجرہ خواجہ فضیلؒ کے واسطے سے خواجہ حسن بصریؒ کو ملتا ہے۔

چوتھا خانوادہ ہبیریان کا ہے:- خواجہ ہبیرہ بصریؒ سے ملتا ہے۔ یہ مرید اور خلیفہ خواجہ حذیفۃ المرعشیؒ کے ہیں اور خواجہ حذیفہ مرعشی مرید اور خلیفہ خواجہ ابراہیم ادہمؒ کے ہیں جو کوئی مرید خواجہ ہبیرہؒ کا ہوتا آپ کو ہبیری کہلاتا۔

اس خانوادے والے بھی شہر اور بستیوں میں نہیں رہتے اور رات دن وضو سے رہتے اور جنگل میں مجرد رہتے اور نماز کو حضورِ دل سے پڑھتے اور خلق سے نہیں ملتے

نذر نیاز نہیں لیتے تین چار دن پیچھے روزہ کو میوے جنگلی سے یا گھاس سے کھو لتے ہیں اور ہمیشہ مراقبہ میں رہتے ہیں۔

پانچواں خانوادہ چشتیاں کا ہے۔ خواجہ ممشاد علو دینوری ؒ سے ملتا ہے وہ مرید اور خلیفہ خواجہ ہبیرہ بصری ؒ کے تھے وہ مرید اور خلیفہ خواجہ حذیفہ مرعشی ؒ کے وہ مرید اور خلیفہ خواجہ ابراہیم ادہم ؒ کے تھے جو نعمت اور امانت خواجہ ابراہیم ادہم ؒ کو حضرت خضر علیہ السلام سے اور امام باقر رضی اللہ عنہ سے اور خواجہ فضیل بن عیاض ؒ سے ملی تھی۔

آخر وقت تمام نعمت اپنے مرید خواجہ حذیفی مرعشی کو بخشی تھی اور اُن سے اب تک اس خاندان چشتیہ میں چلی آتی ہے لیکن یہ خاندان چشتیہ شروع خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی ؒ سے ہوا ہے خواجہ ابو اسحاق جب کہ شام کے ملک سے بیعت کا ارادہ کر کے بغداد شریف میں خواجہ ممشاد علو دینوری ؒ کی خدمت میں پہنچے انہوں نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ کہا ابو اسحاق شامی فرمایا اب پیچھے تجھ کو چشتی کہیں گے تم چشت کے خواجہ ہو چشت میں تم سے دین اسلام جاری ہوگا اور جو تم سے قیامت تک ملے گا وہ بھی چشتی کہلاوے گا۔

پھر اُن کو مرید کیا اور ارشاد فرمایا پھر بعد چند روز کے خرقہ خلافت کا دے کر اُن کو شہر چشت میں بھیجا خواجہ ابو احمد چشتی ؒ

کہ سردار اور اشراف چشت کے تھے ان سے آکر مرید ہوئے پھر تمام خلق اس ولایت کی آکر مرید ہوئی جب کہ آخر وقت ان کا آیا خرقہ خلافت کا خواجہ ابو احمد ابدال کو دیا اور جانشین کیا پھر ان سے خواجہ ابو محمد چشتیؒ کو پہنچا اُن سے خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کو اُن سے خواجہ مودود چشتیؒ کو پہنچا یہ پانچ بزرگ شہر چشت میں ہوئے اسی طرح پانچ خلفاء اُن کے ہندوستان میں ہوئے۔

ایک تو خواجہ معین الدین چشتیؒ
ایک خواجہ قطب الدین چشتیؒ
ایک خواجہ فرید الدین چشتیؒ
ایک خواجہ نظام الدین چشتیؒ
ایک خواجہ نصیر الدین چشتیؒ

جس کا شجرہ ان پانچ بزرگان سے اور ان کے ملنے والوں سے ملے اُس کو چشتی کہتے ہیں۔

یہ تمام بزرگ ریاضت اور مجاہدہ اور صاحب سماع اور ذوق کے ہوئے ہیں۔ اور اہل سماع کو دوست رکھتے ہیں اور عرس اپنے پیروں کا کرتے تھے اور فقیروں کا دولت مندوں سے زیادہ درجہ رکھتے تھے اور شہر اور بستیوں میں رہتے تھے اور ہر فرقہ کے ساتھ تواضع کرتے تھے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ انیس الارواح میں فرماتے ہیں کہ

ہمارے خاندان میں ایک رات دن کا مجاہدہ ہے پھر ذوق اور مشاہدہ ہے۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ چشت دو ہیں:

ایک تو شہر خراسان کے ملک میں ہرات کے گرد و نواح میں ہے۔

دوسرا ملتان کے آس پاس ہے ہمارے بزرگ خراسان والے چشت کے ہوئے ہیں جیسے میر سید علاؤالدین چشتی نے بیت لکھی ہے۔

بیت

گر ز ہند و ستاں شدیم چہ باک
سبزۂ گلشن خراسانیم

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ جو کوئی دعویٰ دوستی اور بیعت کا خاندان چشت سے رکھے اس میں دو بات چاہیے

ایک تو ترک اور ایثار۔

دوسرے عشق اور انکسار۔

اور جس میں یہ دو صفت نہ ہوں اس کو کچھ فیض چشتیان کا نہ ہو۔

القصہ یہ پانچ خانوادہ تو خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ سے ملتے ہیں۔

اور چھٹا خانوادہ عجمیان کا ہے جو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ملتا ہے۔ یہ مرید اور خلیفہ خواجہ حسن بصریؒ کے تھے۔

اس خانوادے والے اکثر پہاڑوں میں مجرد رہتے اور نذر و نیاز نہیں لیتے اور بدن پر کپڑا ستر عورت جتنا رکھتے اور ساتویں دن ایک خرما یا تین خرموں سے روزہ کھولتے اور جانور جنگلی ان سے الفت رکھتے تھے۔

ساتواں خانوادہ طیفوریان کا ہے جو خواجہ بایزید بسطامیؒ سے ملتا ہے نام ان کا طیفور تھا۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ نے ایک سو تیرہ مشائخوں کی صحبت کری اور فیض لیا اور بارہ برس حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت کری اور ان سے خلافت لی اور میر سید شریف جرجانی اور اکثر بزرگ لکھتے ہیں کہ بایزید بسطامیؒ نے ظاہری صحبت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نہ کری ان کی روح سے فیض لیا۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ حبیب عجمی سے بھی خلافت کا خرقہ ان کو ملا ہے غرض بڑے عالی ہمت تھے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں اور بایزید درمیان میں نہیں یعنی جو کچھ کہ بایزید ہے۔ حق میں گم ہو رہا ہے جب کہ یہ مسند خلافت پر بیٹھے

اور ارشاد کرنے لگے جب یہ چار شخص ایک تو شیخ مسعود، دوسرا شیخ محمود، ایک شیخ ابراہیم، ایک شیخ احمد، ان سے آکر مرید ہوئے اور غلبۂ محبت اور صدق سے نسبت باپ دادا کی مٹا کر اپنے تئیں طیفوری نام کہلایا۔

آٹھواں خانوادہ کرخیان کا ہے جو خواجہ معروف کرخی سے ملتا ہے کنیت ان کی ابو محفوظ ہے ان کے باپ کا نام فیروز ہے۔

ایک روایت میں علی ہے۔ یہ امام علی موسیٰ رضا کے غلام تھے اور کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ ہی مسلمان ہوئے تھے اور کئی برسوں امام کے حجرہ کے خاص دربان رہے پھر ان سے ہی ارشاد ہوئے اور خلافت کا خرقہ ان کو ملا اور بموجب حکم امام کے حجرہ کے موضع کرخ میں کہ بغداد سے قریب ہے جا کر رہے اور لوگوں کو راستہ خدا کا بتایا پیشوا اپنے وقت کے ہوئے کہ سلسلہ سات خانوادوں کا ان کے وسیلہ سے حضرت علی رضا کو پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ خواجہ داؤد طائی جو کہ مرید اور خلیفہ خواجہ حبیب عجمی کے تھے۔ انہوں نے بھی خرقہ خلافت کا خواجہ معروف کرخی کو دیا ہے اور تمام مشائخ وقت نے طریق خواجہ معروف کا پسند کیا ہے جو شخص ان سے مرید ہوتا وہ بھی

متابعت اپنے پیر کے سبب سے اپنے تئیں کرخی ہی کہلاتا ہے
اس دن سے خانوادہ کرخیہ مشہور ہوا اور کرخیان اکثر ترک
اور تجرید کے ساتھ خلوت میں رہتے اور تلاوت قرآن شریف کی
اور ذکر بہت کرتے اور خوف الٰہی سے بہت روتے اور اپنے
تئیں سب سے چھوٹے جانتے ۔

نواں خانوادہ سقطیان کا ہے جو خواجہ سری سقطی سے
ملتا ہے یہ مرید اور خلیفہ خواجہ معروف کرخی کے تھے معاملہ ترک
اور تجرید میں اور ریاضت اور مجاہدہ اور علم اور فنا میں بے نظیر
تھے ۔جب کہ تمام سلوک کا سیر کر چکے بیچ ارشاد مریدان کے مشغول
ہوتے اوّل تین شخص بادشاہ زادے ان سے آکر مرید ہوئے
اور نہایت محبت صدق اور اخلاص سے اپنے تئیں اپنے پیر
کے نام پر بلایا یعنی سقطی مشہور ہوئے جب سے یہ خانوادہ جہان
میں مشہور ہوا۔ سقطی ہمیشہ روزہ رکھتے، اور رات کو جاگتے اور
نذر و نیاز کسی کی نہیں لیتے، تیسرے دن خلوت سے نکل کر
شام کے وقت دس گھر سے ٹکڑے مانگ کر سب یار مل کر
روزہ کھولتے ۔

دسواں خانوادہ جنیدیان کا خواجہ جنید بغدادی سے
ملتا ہے یہ مرید اور خلیفہ خواجہ سری سقطی کے ہیں
ایک دن ایک شخص بزرگ نے حضرت سری سقطی سے

پوچھا تھا کہ پیر سے مرید کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے فرمایا۔ ہاں
جیسے مجھ سے جنید میرے مرید کا درجہ بڑا ہے اس پہ خیال
ان کے درجہ کا کر لیا چاہیئے بالاتفاق مقتدائے وقت اور پیشوائے زمانہ
کے ہوئے ہیں بہت سے شاہانہ ان کے خاندان میں آکر مرید
ہوئے اور اپنے باپ دادوں کے اور شہر کے نام کو گم کر کے
جنیدی کہلائے۔

حدیث نبویؐ گویا محض ان کی شان میں ہے۔ الشیخ فی
قومہ کالنبی فی امتہ یعنی پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے
جیسے نبی اپنی امت میں غرض کہ اس دن سے یہ خانوادہ جاری ہوا
ہے جنیدیان توکل پہ رہتے اور ریاضت اور مجاہدہ بہت کھینچتے
اور جو کوئی بغیر سوال کئے لا دیتا وہ کھا لیتے۔

گیارہواں خانوادہ گازرونیان کا ہے جو خواجہ ابواسحاق
گازرونی سے ملتا ہے خواجہ ابواسحاق گازروں کے امیر تھے۔ پھر دنیا
کو ترک کر کے مرید خواجہ عبداللہ خفیف کے ہوئے ان کو پیر نے
فرمایا کہ تجھ کو دنیا بھی دی اور دین بھی دیا۔ ان کو ظاہری اسباب
دنیا کا بھی تھا۔

غرض تصرف اور کرامات صوری اور معنوی خواجہ ابواسحاق
کی بہت سی کتابوں میں لکھی ہے اس مختصر میں گنجائش ان کی
نہیں۔

غرض کہ خواجہ ابو اسحاق گازرونی مرید اور خلیفہ خواجہ ابو عبداللہؒ خفیف کے تھے وے مرید خواجہ رویم کے وہ مرید سید الطائفہ جنید بغدادی کے تھے۔

جب کہ اکثر خلق خواجہ ابو اسحاق سے آکر مرید ہوئے کمال محبت اور عشق پیر سے اپنے تئیں گازرونی کہلایا اُس دن سے یہ خانوادہ جاری ہوا گازرونیاں دنیا میں کم خدا کے ساتھ مشغول رہتے اور اسماء اعظم اور دعار بانت القلوب کو بہت پڑھتے۔

بارہواں خانوادہ طوسیان کا ہے وہ شیخ علاؤ الدین طوسی سے ملتا ہے یہ اکابر طوس سے تھے اور شیخ نجم الدین کبریٰ اکابر فردوس سے تھے۔

ان دونوں میں باہم محبت اور بہایت چاہ دین کا تھا یہ دونوں مل کر شیخ نجیب الدین سہروردی کی خدمت میں گئے اور کہا عمر تو ہماری آخر ہونے میں آئی لیکن مقصد اب تک حاصل نہ ہوا۔ شیخ نجیب الدین نے کہا کہ میں بھی اسی داغ میں مبتلا ہوں جب تک کسی بزرگ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیں۔ کشود اس کام کا ہرگز نہ ہوگا۔

یہ تینوں بزرگ مل کر شیخ وجیہہ الدین ابو حفص کی خدمت میں گئے۔ شیخ وجیہہ الدین نے شیخ علاؤ الدین اور شیخ نجیب الدین

ان دونوں کو تو مرید اور تربیت کیا اور خرقہ خلافت کا
دے کر رخصت کیا کہ تم دونوں اپنے مکان پہ جا کر خلق خدا
کو ارشاد کرو۔ اور شیخ نجم الدین کو حوالہ شیخ ابونجیب کے
کیا کہ اس کو تربیت کر تو یہ تو سہروردہ میں گئے اور شیخ علاؤالدین
طوس کو گئے۔

اور جہان کو ارشاد فرمایا ایک جہان آ کر ان کا مرید ہوا
جو کوئی ان سے آ کر مرید ہوتا نہایت محبت اور عشق پیر سے اپنے
آپ کو ان کے نام پہ کہلاتا اس دن سے یہ خانوادہ طوسیان
مشہور ہوا۔

طوسی اور فردوسی یہ دونوں ایک روش رکھتے اور راگ
سنتے، اور مزامیر سنتے، اور رقص اور تواجد کرتے اور ذکر جلی
بہت کرتے، جس جگہ سے کچھ کھانے کو پہنچتا کھا لیتے اور چون
وچرا نہیں کرتے اور جو کوئی ان کی مجلس میں پہنچتا مومن ہو یا کافر
فقیر ہو یا غنی برابر حصہ کرتے مجاہدہ اور ریاضت بہت کرتے
سلسلہ طوسیان چھٹے واسطے خواجہ جنید سے ملتا ہے۔

تیرہواں خانوادہ سہروردیان کا ہے جو شیخ ضیاءالدین
ابونجیب سہروردی سے ملتا ہے یہ مرید اور خلیفہ شیخ وجیہ الدین
ابوحفص کے تھے۔

اور شیخ ابونجیب کو خرقہ خلافت کا شیخ احمد غزالی سے

بھی ملا ہے اور شیخ احمد غزالی پانچویں واسطہ خواجہ جنیدؒ سے ملتے ہیں اور شیخ وجیہہ الدین چوتھے واسطہ شیخ جنیدؒ سے ملتے ہیں یہ دونوں حال مقبول ہیں۔ شیخ ابو نجیب نے بیعت ہونے سے پہلے دس برس ریاضت کھینچی اور بعد ارادت اور خلافت کے تیس برس اور ریاضت سخت کھینچی اور اس تمام مدت میں خواب نہ کیا جو کوئی ان سے مرید ہوتا عرش سے تحت الثریٰ تک اس کو نظر آتا جتنے مشائخ ان کے خاندان میں ہوئے۔ دوسرے خانوادوں میں گم ہوئے ہیں کمال محبت اور اخلاص سے تمام مریدان کے نام پر کہلائے اس دن سے یہ خانوادہ سہروردیہ ہوا۔

چودہواں خانوادہ فردوسیان کا ہے جو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے۔ یہ اکابر فردوس کے ہوئے ہیں حکم شیخ وجیہہ الدین ابو حفصؒ سے مرید شیخ ابو نجیب سہروردی کے ہوئے اور اُن سے ہی خلافت ملی۔

پیر نے فرمایا کہ تم مشائخ فردوس کے ہو اس دن سے یہ خانوادہ فردوسیان ہوا۔

اور نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شیخ عمار یاسر کہ بڑے یاران یعنی مریدان شیخ ابو نجیب سہروردی سے تھے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ نے ان سے تہ بیت پائی اور سلسلہ شیخ ابو نجیب سہروردی

کا چھٹے واسطے شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

غرض کہ فردوسیان اور سہروردیان اور طوسیان اور گازرونیان یہ چاروں خانوادے جنیدیہ خانوادہ سے ملتے ہیں۔ اور جنیدیہ سقطیوں میں اور سقطیہ کرخیوں میں ملحق ہیں اور تمام مشائخ ان ساتوں خانوادوں کے حضرت امام علی رضا سے ملتے ہیں۔ اور امام علی رضا اپنے باپ امام موسیٰ کاظم سے، اور وے اپنے باپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وے اپنے باپ امام باقر رضی اللہ عنہ سے اور وے اپنے باپ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور وے اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور وے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

کتاب معادن المعانی میں سلسلہ فردوسیان کا اس طریقہ پہ لکھا ہے جو بیان کیا۔

اور شجرہ سہروردیان کا سلسلہ شیخ بہاؤالدین امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام لکھ کر پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے سو یہ بھی درست ہے کیونکہ ایک خرقہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچا ہے اس واسطے لکھتے ہیں اور

ایک شجرہ قادریہ بھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچتا ہے۔

اور نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کو خرقہ خواجہ کمیل بن زیاد کی طرف سے بھی پہونچا ہے اس طریق سے کہ نجم الدین کبریٰ شیخ اسمٰعیل قبصری کی صحبت میں پہنچے ہیں اور اصل خرقہ ان کے ہاتھ سے پہنا ہے یعنی شیخ اسمٰعیل کے ہاتھ سے انھوں نے شیخ محمد بن مانکیل کے ہاتھ سے پہنا اس نے شیخ محمد بن داؤد کے ہاتھ سے جو کہ مشہور خادم الفقراء تھے اس نے ابو عباس بن ادریس کے ہاتھ سے اس نے ابو قاسم بن رمضان سے اس نے ابو یعقوب طبری سے اس نے ابو عبد اللہ عثمان مکی کے ہاتھ سے۔ اس نے ابو یعقوب نہر جوری کے ہاتھ سے اس نے ابو یعقوب سوسی کے ہاتھ سے اس نے عبد الواحد بن زید کے ہاتھ سے اس نے خواجہ کمیل بن زیاد سے اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور ایک خرقہ شیخ نجم الدین کو حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملا ہے یعنی شیخ نجم الدین کو شیخ عمار سے اور ان کو شیخ ابو نجیب سہروردی سے اور ان کو حضرت غوث الثقلین سے۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے نجم الدین کبریٰ کو کمالیت
عجیب دی تھی۔
کہتے ہیں کہ ستر مرید تو اپنے جیسے کر لئے تھے اور
ان کے مریدوں کے دو فرقے ہوئے۔
ایک تو اپنے تئیں فردوسی کہواتے ہیں۔
اور ایک اپنے تئیں اپنے پیر کے نام پہ کہواتے ہیں یعنی
کبرویہ کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گل ایک شاخ کے ہیں۔
الحمد للہ کہ تمام ہوا بیان چار پیر چودہ خانوادوں کا

باب تیسرا

چالیس خانوادوں کا بیان

جو اِن چودہ خانوادوں سے نکلے ہیں

اوّل خانوادہ قادریہ ہے :- جو حضرت غوث الاعظم میر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے نکلا ہے وہ مرید اور خلیفہ ابوسعید مخزومی کے تھے وہ شیخ ابوالحسن علی قریشی کے وہ شیخ ابوالفرح طرطوسی کے وہ شیخ ابوالفضل عبدالواحد کے وہ شیخ ابوبکر شبلی کے وہ شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے الی آخر اور ایک خرقہ حضرت غوث کو امام حسن الرضا سے بطریق سلسلہ جد اپنے کے بھی پہنچا ہے اب اکثر خانوادہ قادریہ میں یہی سلک لکھتے ہیں۔

وہ یہ ہے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کو شاہ

ابو صالح موسیٰ سے ان کو شاہ ولی عبداللہ سے ان کو شاہ یحییٰ زاہد سے ان کو شاہ محمد سیف اللہ سے ان کو شاہ داؤد سیف اللہ سے اُن کو شاہ موسیٰ سے ان کو شاہ عبداللہ محض حسن الحسینی سے ان کو حسن المثنیٰ سے ان کو امام حسن رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

دوسرا خانوادہ یسویہ ہے :۔ خواجہ احمد یوسفی یسوی سے نکلا ہے وہ مرید اور خلیفہ خواجہ یوسف ہمدانی کے وہ خواجہ علی فارمدی کے وہ ابوالقاسم کرگانی کے وہ خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے۔

الغرض خواجہ احمد اپنے پیر کے حکم سے ترکستان کے ملک گئے اور خلق کو فیض دیا۔

تیسرا خانوادہ نقشبندیہ ہے :۔ جو خواجہ بہاؤالدین نقشبندی سے نکلا ہے۔ یہ مرید اور خلیفہ امیر سید علی کلال کے تھے وہ خواجہ محمد بابا سماسی کے وے خواجہ علی رامیتنی کے وے خواجہ محمود انجیر فغنوی کے وے خواجہ عارف ریوگری کے وے خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے وے خواجہ یوسف ہمدانی کے وہ خواجہ علی فارمدی کے وے خواجہ ابوالقاسم کرگانی کے اور وے تیسرے واسطے خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔

اور رشحات میں لکھا ہے کہ ایک سلسلہ ابوالقاسم کرکانی کا باطن کی نسبت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ملتا ہے اس طریق سے کہ خواجہ ابوالقاسم کو فیض اور ارشاد باطنی خواجہ ابوالحسن خرقانی کی ارواح سے ہوا اون کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے ہوا اُن کو حضرت امام جعفر صادق کی روحانیت سے ہوا اُن کو دو جگہ سے فیض ہوا۔

ایک تو ان کے باپ امام باقر رضی اللہ عنہ سے۔

اور دوسرے قاسم بن محمد بن ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا کہ نانا حضرت امام جعفر صادق کے تھے۔

اور قاسم کو بیعت نسبت باطن کی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے تھی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو باوجود صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت باطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھی اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندی تو مہیج آراستگی باطن کی بڑی شان تھی اور ایسے کامل تھے کہ ایک تھوڑی سی توجہ میں ناقصوں کو کامل کر دیتے تھے۔ بہت اولیاء اللہ صاحب کمال اس خاندان میں ہوئے ہیں اور خواجہ بہاؤالدین کو باطن کی تربیت روحانیت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بھی تھی۔

نقل ہے کہ یہ رباعی تصنیف حضرت شیخ عبداللہ بلبانی کی

شیخ بہاؤ الدین نقشبند بہت پڑھتے۔

رباعی

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم — از پائے طلب دمے نہ نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتواں دید — آں ایشانند و من چنینم ہر دم

چوتھا خانوادہ نوریہ ہے

جو شیخ ابوالحسن نوری سے نکلا ہے۔ نام ان کا احمد بن محمد تھا اور مشہور بابن تغیوری تھے ان کا باپ تغیور شہر میں رہتا کہ وہ شہر ہرات کے اور شہر مرو کے بیچ میں ہے اور پیدائش ان کی بغداد کی ہے۔

مرید اور خلیفہ خواجہ سری سقطی کے تھے خواجہ جنید کے تایا لگتے تھے اور محمد علی قصاب اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا۔

پانچواں خانوادہ خضرویہ ہے

جو خواجہ احمد خضروی سے نکلا ہے۔ وے مرید اور خلیفہ خواجہ حاتم اصم کے تھے وے شقیق بلخی کے وے ابراہیم ادہم کے وے امام باقر کے وے امام زین العابدین کے وے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کسی نے ابو حفص سے پوچھا تھا کہ تو نے اس گروہ فقیراں میں کس کو بزرگ دیکھا۔ کہا احمد سے بزرگ تر و بلند ہمت کسی کو نہیں دیکھا۔

چھٹا خانوادہ شطاریہ ہے

اس ہندوستان میں یہ خانوادہ شیخ عبداللہ شطاری سے نکلا ہے وے مرید اور خلیفہ شیخ محمد عارف کے وہ محمد عشقی کے وہ خدا قلی ماورالنہری کے وہ ابوالحسن عشقی الخرقانی کے وہ ابوالمظفر مولانا ترک طیوسی کے وہ بایزید عشقی کے وہ شیخ محمد مغربی کے وہ بایزید بسطامی کے وہ امام جعفر صادق کے وہ امام باقر کے پھر آخر تک ہے۔

اس خاندان میں اول ہندوستان میں شیخ عبداللہ شطاری آئے تھے اپنے پیر کے حکم سے اور انہوں نے آوازہ مارا تھا کہ اگر کوئی خدا کا طالب ہووے تو میرے پاس آئے اس کو خدا سے ملادوں ولایت جونپور میں تھے اکثر لوگ اُن سے ارشاد پاتے تھے اور ان کی تلقین میں بڑا اثر تھا اب تک ان کا سلسلہ جاری ہے۔

ساتواں خانوادہ بخاریہ ہے

جو کہ سات واسطے سے سیدوں کے پہنچتا ہے۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ تمام خاندانوں کے پیشوا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی تمام نعمت اور خلافت ملی۔ اُن سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اُن سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کو ان سے امام محمد جعفر

صادق رحمتہ اللہ علیہ کو اُن سے حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ
کو ان سے حضرت امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ کو اُن سے امام محمد تقیؓ کو
اُن سے امام علی نقیؓ کو ان سے جعفر مرتضیٰؓ کو اُن سے سید علی اشقر
کو اُن سے سید عبد اللہ کو ان سے سید احمد کو اُن سے سید
محمود بخاری کو اُن سے سید جعفر بخاری کو ان سے سید علی
ابوالمؤید بخاری کو ان سے سید جلال اعظم بخاری کو
اُن سے سید احمد کبیر الحق بخاری کو ان سے سید جلال
مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری کو فقط۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ یہ سلسلہ بخاریہ مخدوم جہانیاں
سے نکلا ہے یہ بڑے کامل بزرگ تھے اور اپنے زمانہ میں غوث اور
قطب الارشاد تھے اور ان کو ایک سو چالیس اور کئی مشائخ کی
خلافت اور ارشاد تھا۔ اور چاروں کھونٹ میں کوئی درویش
نہ رہا کہ جس کی ملاقات انہوں نے نہیں کی ہو۔ اور فائدہ نہیں لیا
ہو۔ لیکن تمام تر بیعت اور ارشاد شیخ رکن الدین سہروردی
اور شیخ نصیر الدین محمود چشتی چراغ دھلوی سے پایا۔
اور ان کے خاندان میں یہ دونوں سلسلے اب تک جاری ہیں
اور تیسرا سلسلہ سادات بخاریہ کا جس کا اوپر ذکر لکھا
ہے یہ بھی ان سے جاری ہے ان کے پیچھے تمام خلافتیں اور نعمت
ان کی سید اشرف جہانگیر کو پہونچی۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

آٹھواں خانوادہ زاہدیہ ہے

جو خواجہ بدرالدین زاہد سے نکلا ہے۔ وے مرید اور خلیفہ خواجہ فخرالدین زاہد کے وے صدرالدین سمرقندی کے وے خواجہ عبدالسلام کے وے خواجہ عبدالکریم کے وے خواجہ قطب الدین عبدالمجید کے وے خواجہ ابواسحاق گازرونی کے وے خواجہ حسین یا زیاد ہروی کے وے ابو محمد رویم کے وہ خواجہ جنید بغدادی کے پھر آخر تک۔

یہ سلسلہ ولایت بالادست میں بہت مشہور ہے اور جونپور میں بھی یہ سلسلہ زاہدیہ ہے اور مردمان اس ولایت کے اس سلسلہ میں مرید ہوتے ہیں۔

نواں خانوادہ انصاریہ ہے

جو خواجہ عبداللہ انصاری سے نکلا ہے۔ یہ ہرات کے پیر ہیں یہ مرید اور خلیفہ ابوالحسن خرقانی کے ان کو فیض باطن کا اور ارشاد بایزید بسطامی کی روحانیت سے ہوا ہے۔

اور ظاہر بیعت ان کی اور خلافت شیخ ابوالعباس قصاب سے ہے وہ شیخ محمد بن عبداللہ طبری سے وہ شیخ ابو محمد خریری سے وہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، بعد جنید کے ان کی جا بجا یہ شیخ ابو محمد خریری گدی پہ بیٹھے تھے اپنے وقت کے غوث تھے۔

یہ سلسلہ انصاریہ خراسان میں بہت مشہور ہے خصوصاً ہرات میں بہت ہی مشہور ہے خواجہ عبداللہ انصاری بھی اپنے وقت کے غوث ہوئے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دسواں خانوادہ صفویہ ہے

جو شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے نکلا ہے وہ مرید اور خلیفہ اور داماد شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے تھے وہ سید جمال الدین تبریزی کے وہ شہاب الدین ابہری کے وہ رکن الدین سنجاسی کے وہ شیخ قطب الدین ابہری کے وہ ابو نجیب سہروردی کے پھر آخر تک خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اُن سے امامان تک ملتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ملک عراق میں اور خراسان میں بہت مشہور ہے۔

گیارہواں خانوادہ عیدروسیہ ہے

جو میر سید عبداللہ مکی عیدروس سے ملتا ہے وہ مرید اور خلیفہ شیخ ابوبکر کے تھے وہ شیخ عبدالرحمٰن کے وہ شیخ مولی کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی مقدم کے وہ ابو مدین مغربی کے وہ کئی واسطے پیچھے جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں پھر آخر تک۔

اور سید عبداللہ عیدروس کو سہروردیہ خانوادہ کی بھی خلافت ہے اور سلسلہ ان کی نسبت کا امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ان کا سلسلہ عرب میں اور عدن میں اور گجرات احمد آباد میں بہت مشہور رہے۔ جامع علم ظاہر و باطن کے تھے شیخ علم اللہ انبٹھی اور شیخ محمد بہاؤ الدین خراسانی اسی سلسلہ میں تھے۔

بارہواں خانوادہ قلندریہ ہے

جو حضرت عبد اللہ کی علمدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اکثر فقراء اپنے تئیں اُن سے ملاتے ہیں۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک دن عبد اللہ قلندر حالت جذبہ میں ڈاڑھی مُوچھہ اور ابرو مونڈا کر روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہے صورت بہشتیوں کی یعنی یہ بہشتی ہے اس بات کے فرمانے میں دو رمز نکلتے ہیں۔

ایک تو حالت جذب میں مونڈا کر آئے تھے۔

اور دوسرے حدیث میں آیا ہے کہ بہشت میں تمام صورت امردوں کی یعنی بے ریش ہوں گے جب کہ حضرت نے زبان مبارک سے یہ بات فرمائی۔

بعضے شخصوں نے دیکھا دیکھی کر کے سخن کے مدعا کو تو پایا نہیں اور حضرت عبد اللہ کی طرح ڈاڑھی موچھ ابرو مونڈا

کہ حضرت کی مجلس میں آئے حضرت نے فرمایا یہ ہے صورت دوزخیوں کی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل تو آپ نے عبداللہ کے واسطے یہ فرمایا تھا کہ یہ صورت بہشتیوں کی ہے اور ان شخصوں کے واسطے فرمایا کہ یہ صورت دوزخیوں کی ہے عمل تو ان کا اور عبداللہ کا ایک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے حالت جذب میں وہ عمل کیا تھا اور اُس نے اس کی تقلید کر دی وہ حال تھا اور یہ نقل ہے اِس میں اور اُس میں بڑا فرق ہے۔

کتاب مرأت ضیائی میں میاں رحمت علیشاہ جے پوری مولوی ظہور اللہ قلندر سے نقل کرتے ہیں کہ ڈاڑھی موچھ ابرو مونڈانا اس خاندان قلندریہ میں حالت جذب میں جائز رکھتے ہیں اور متابعت عبداللہ علم دار قلندر کی کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مگر مرأت الاسرار میں مولانا عبدالرحمٰن نے لکھا ہے کہ کئی فرقے ہیں۔ ہر خاندان میں کہ انہوں نے اپنے تئیں قلندریہ کہلایا ہے جیسے محمد قلندر اور مریدان اُس کے یہ ہی مشرب رکھتے تھے یہ بیت اُس کی کہی ہوئی ہے۔

بیت

ما زدریائیم و دریا ہم زماست
ایں سخن داند کسی کو آشنا است

اور شاہ حیدر قلندر اور شاہ حسین بلخی قلندر اور مریدان ان کے شیخ شمس الدین تبریزی اور مولنا جلال الدین رومی اور یاران اُن کے اور بہت ولی اللہ جیسے شیخ فخرالدین عراقی اور خواجہ اسحاق مغربی اور خواجہ حافظ شیرازی علیٰ ہذا القیاس بہت سے شاہبازان ہر خانوادہ کے قلندریہ مشرب رکھتے تھے اور ابدال اکثر یہ مشرب رکھتے ہیں اور آہاستگی باطن کی کرتے ہیں۔

جیسے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا روم سے ایک جماعت نے عرض کیا کہ تم امامت کرو شیخ صدرالدین قونوی بھی اسی جماعت میں حاضر تھے مولانا روم نے فرمایا کہ ہم لوگ ابدال ہیں ہر جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر جگہ سے کھا لیتے ہیں۔ امامت کے لائق اہلِ تصوّف اور اہل تمکین ہیں۔ شیخ صدرالدین قونوی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ امام ہوئے۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ سردار چشتیان کے خواجہ ابو احمد ابدال سے لے کر اس زمانہ تک اکثر خواجگان

چشت ہمارے ابدال ہوئے ہیں اور کرامات و خوارق عادات اُن سے بہت ظاہر ہوئے ہیں۔

اور اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ مشرب قلندریہ ہندوستان میں شاہ خضر رومی سے چلا ہے وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں ہوا ہے لباس قلندری میں دہلی میں خواجہ قطب الدین کاکی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر مرید ہوا تھا خواجہ نے بعد تربیت و ارشاد کے خرقہ خلافت کا اس کو دے کر رخصت کیا اور وہ لباس اُس کا اسی طرح رہنے دیا اور اُس کو پھیرا نہیں۔ وہ مرد بے پرواہ عظیم الشان تھا۔ کرامات اُس سے بہت ظاہر ہوئیں۔ جب کہ ولایت جونپور میں وہ گیا۔ نجم الدین قلندر اُن کا مرید ہوا۔ پھر اس کو خلافت دے کر خود روم کو چلا گیا۔ اب سلسلہ ان کا شاہ قطب بنیا دل سے ہندوستان میں قائم ہے۔ شیخ محمود قلندر لکھنوی اور شیخ عبدالرحمٰن لاہرپوری اس سلسلہ میں تھے۔ اِس سلسلہ کو چشتیہ قلندریہ کہتے ہیں اور شیخ شرف الدین بو علی قلندر نے خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت سے فیض اور پرورش پائی۔ اور مرید شہاب الدین عاشق کے ہیں۔ وہ بھی مشرب قلندریہ ہی رکھتے تھے اُس نے یہ بیت کہی ہے۔

بیت

گر بو علی لوائے قلندر لواختے

صوفی بدے بر آنکہ دو عالم قلندر است

اور شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں مخدوم شیخ صابر علی اور خلیفہ ان کا شیخ شمس الدین ترک بھی قلندر روش تھے۔ اور سید محمد گیسو دراز بھی قلندر تھے۔ یہ بیت اُن کی ہے۔

بیت

زمین و آسماں ہر دو شریف اند

قلندر را دریں ہر دو مکاں نیست

نظر در دید ہا ناقص فتادہ

وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

اور میر سید محمد مکیؒ۔ خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بھی۔ قلندر بہ مشرب تھے یہ بیت اُن کی ہے۔

بیت

اندر رہ عشق سر سری نتواں رفت

بے دیدہ رہے قلندری نتواں رفت

خواہی کہ پس از کفر نیابی ایماں

تا جاں ندہی بکافری نتواں رفت

اور خواجہ مسعود بک مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین کے جو کہ امام حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کے تھے وہ بھی قلندر تھے یہ اُن کی بیت ہے۔

بیت

مجرد شو از دین و دنیا قلندر
کہ راہ حقیقت ازیں ہر دو بہتر

اور شیخ عبدالحق ردولوی بھی قلندر تھے اور شاہ نعمت اللہ ولی رسالۂ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی منتہی جب کہ مقصد کو پہنچتا ہے قلندر ہو جاتا ہے اور ذکر قلندر کا حق ہے۔ علم قلندر کا سہو، اور عمل قلندر کا محو، راہ قلندر کا عشق، شاہ حسین بلخی کہتے ہیں۔

بیت

قلندر کے بیاید در عبارت
قلندر کے بگنجد در اشارت

ان یارہ خانوادوں کا بیان مرآۃ الاسرار میں مفصل اس طرح لکھا تھا۔ اور باقی خانوادوں کا تھوڑا تھوڑا بیان مجمل لکھا ہے۔ اس کی نقل مرآۃ ضیائی میں لکھی تھی اس کا اس فقیر نے ترجمہ کیا ہے۔

ایک خانوادہ رزاقیہ ہے۔ شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے نکلا ہے جو بڑے بیٹے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے تھے

ایک خانوادہ میعادیہ ہے یہ بھی حضرت خواجہ احمد خضرویہ سے نکلا ہے جن سے خضرویہ خانوادہ نکلا ہے اس کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے۔

ایک خانوادہ اویسی ہے۔ اویسی اس کو کہتے ہیں کہ جس کو بے واسطہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح پاک سے تربیت وارشاد ہوا اور ظاہری بیعت کسی بزرگ سے نہ ہو۔

اور سرگروہ اس خاندان کے خواجہ اویس قرنی ہیں کہ جنہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ظاہری تو نہیں کری تھی۔ مگر حضرت کی توجہ سے پیٹھ پیچھے ہی ان کا مطلوب حاصل ہوا۔

ایک خانوادہ مداریہ ہے۔ یہ حضرت خواجہ بدیع الدین مدار سے نکلا ہے۔ وہ بھی اصل میں اویسی تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سے تربیت وارشاد پایا تھا اور ظاہر میں مرید اپنے باپ ابواسحٰق شامی کے تھے۔ اور عبداللہ مکی قلندر سے بھی تعلیم

ہیں کہ فیض لیا ہے۔

اور اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ یہ پانچویں واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے ہیں۔ ان کی عمر بڑی ہوئی ہے۔ حبس دم کے سبب سے واللہ اعلم بالصواب۔

اور اس زمانہ میں جو یہ مداریہ گروہ مشہور ہے یہ ان کی راہ پر نہیں ہیں۔ یہ گمراہ ہیں بھنگ بھوجہ پیتے ہیں۔ اور بے شرع کام کرتے ہیں۔ یہ ان کا کام نہیں تھا۔ اگرچہ اپنے آپ کو یہ گروہ ان سے ملاتے ہیں مگر جھوٹے ہیں۔ اور شاہ مدار نے اپنے خاندان کو موقوف کر دیا ہے اب اس سلسلہ میں مرید ہونا روا نہیں ہے۔

اس کا بیان کتاب سبع سنابل میں مفصل لکھا ہے۔

اور تین خانوادے خواجگان چشت سے اور نکلے ہیں۔

ایک تو نظامیہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ سے نکلا ہے۔

اور ایک صابریہ مخدوم احمد علی صابر سے نکلا ہے۔

یہ دونوں خلیفہ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

اور تیسرا خانوادہ سراجیہ ہے۔ شیخ اخی سراج سے نکلا ہے۔ وہ مرید و خلیفہ حضرت محبوب الٰہی نظام اولیاء رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ یہ سلسلہ پورب میں اور بنگال میں بہت جاری ہے۔ اور سلسلہ نظامیہ اور صابریہ یہ تمام ہندوستان میں اور دکھن میں جاری ہے۔

اور دو خانوادے نقشبندیہ سے نکلے ہیں۔

ایک تو مخدوم اعظمی مخدوم اعظم سے نکلا ہے۔ یہ مرید اور خلیفہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے تھے۔

دوسرا خانوادہ ابوالعلائی ہے۔ یہ میر ابوالعلا نقشبندی سے نکلا ہے۔ یہ متاخرین میں ہوئے ہیں۔ اول تو یہ نقشبندی تھے۔ لیکن ان کو فیض حضرت خواجہ معین الدین رضی اللہ عنہ کی روح سے ہوا ہے اس واسطے سماع بھی کرتے ہیں۔ اور حالت رقص بھی کرتے ہیں۔

اور ایک خانوادہ نقشبندیوں میں مجددیہ حضرت مجدد الف ثانی سے نکلا ہے۔

اور ایک خانوادہ شاذلیہ ہے۔ خواجہ ابوالحسن شاذلی سے نکلا ہے۔ یہ خانوادہ عرب میں اور عدن میں ہے۔ اس ملک میں نہیں ہے۔ یہ تمام احوال خانوادوں کا کتاب مرآت ضیائی سے میں نے لکھا ہے اور اس میں مرآت الاسرار سے لکھا ہے فقط۔

باب چوتھا

بیچ بیان بارہ گروہ مذہب فقرای کے ہے

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ تمام فقرا، صوفیان کے بارہ[۱۲]
گروہ صاحب مذہب کے ہیں۔
اور ان بارہ کا تصوف میں جدا جدا مذہب ہے۔ ان تمام
سے دو[۲] مذہب تو مردود ہیں بیدین۔
ایک تو حلمائیہ یعنی حلولیان۔
اور ایک حلاجیان کہ بے شرع اور ملحد ہیں۔ سوائے
حسین بن منصور حلاج کے اور اصحاب خاص اُس کے۔
اُن خاصوں کے بھی دو گروہ ہیں۔
اور ان دس گروہ میں ایک مذہب محاسبیان کا ہے

کہ ابی عبداللہ حارث محاسبی سے چلا ہے۔

کشف المحجوب والے نے ان بارہ فرقوں سے ایک اس عبداللہ کو بھی صاحب مذہب کا لکھا ہے۔

اور مذہب اُس کا یہ ہے کہ مقام رضا کو مقاموں میں نہیں جانتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ احوال میں داخل ہے۔

اور مشایخ کہتے ہیں کہ یہ مقام ہے وہ کہتا ہے کہ یہ احوال ہے مقام نہیں۔ اس واسطے خراسان والے مشایخ اُس کو احوال میں جانتے ہیں۔

اور عراقیان کہتے ہیں کہ یہ رضا مقاموں میں داخل ہے اور خواجہ حارث کہتے ہیں کہ مقام اعمال میں داخل ہے اور حال فضل میں داخل ہے۔ مقام کسب سے ہوتا ہے۔ اور حال بخشش الٰہی سے ہوتا ہے۔ پس صاحب مقام کا بیچ مجاہدہ اپنے کے قائم ہووے۔ اور صاحب حال کا اپنے سے فانی ہو کے اور قیام اُس کا اپنے حال کے ساتھ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیچ اُس کے پیدا کیا ہے۔ رضا نہایت مقام کا ہے۔ اور شروع احوال کا۔

پس ابتدا اس کا کسب سے ہووے اور آخر اُس کا بخشش سے ہوتا ہے۔ جس نے ابتدا رضا کو ساتھ اپنے دیکھا اُس نے اُس رضا کو مقام کہا۔

اور جس نے انتہا اپنے رضا کو ساتھ حق کے دیکھا اُس نے
اُس رضا کو حال کہا۔
یہی مذہب محاسبی کا بیچ اہل تصوف کے لیکن بیچ معاملات
میں اختلاف نہیں کیا ہے۔
ایک گروہ کہتا ہے کہ حال ہمیشہ رہتا ہے۔
اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ہر وقت نہیں رہتا ہے۔
اور محاسبی کہتا ہے کہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ محبت
اور شوق اور قبض اور بسط یہ احوال میں داخل ہیں ساتھ محبت
کے محب ہوتا ہے اور ساتھ اشتیاق کے مشتاق۔ جب تک
یہ حال بندہ کی صفت نہ ہو اسم اُس کا اُوپر اس کے ظاہر نہ
ہووے۔ اس واسطے محاسبی کہتا ہے کہ رضا تمام احوال سے ہے
مفصل احوال اس کا کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

دوسرا مذہب قصاریان کا ہے

ابی صالح بن حمدون قصار رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے۔
کشف المحجوب والے نے اُن تمام دس مذہب متصوفہ سے
ایک اس کو بھی گِنا ہے۔ وہ مذہب ملامتی رکھتے تھے۔
وہ کہتے ہیں کہ چاہیئے کہ علم اللہ تعالیٰ کا ساتھ تیرے اچھا

اُس سے ہو دے کہ علم خلق کا یعنی چاہیئے کہ بیچ خلوت کے معاملہ ساتھ خدا کے اُس سے بھی اچھا کرے کہ بیچ معاملہ کے ساتھ خلق کے بڑی محبت خدا کی تیرے دل کا شغل ہے ساتھ خلق کے یعنی باوجود خلق کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیسرا مذہب طیفوریان کا ہے

جو بایزید طیفور بسطامی رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے۔ طریق اُن کا غلبہ سکر کا تھا اور غلبہ حق جل وعلیٰ کا۔

پس وے سُکر کو صحو پر فضیلت دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صحو اور تمکین صفت آدمی کی ہیں۔ اور یہ حجاب اعظم ہے۔ بیچ بندہ اور حق کے۔

اور سُکر اور مستی جنس کسب آدمی سے نہیں ہے۔ یہ بخشش خدا کی ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام بیچ صحو کے تھے اور ایک فعل اُن سے بن گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فعل اُن کا اُن کی طرف ہی لگایا اور کہا وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ یعنی قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت کو۔

اور پیغمبر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ

حال سکر کے تھے اُن سے جو فعل ہوا اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف لگایا کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے نہیں پھینکا تھا تو نے جب کہ پھینکا تھا تو نے۔ ولیکن اللہ تعالےٰ نے پھینکا تھا۔ لیکن جنیدیان صحو کو سکر پہ فضیلت دیتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیچ حالت سکر کے تھے کہ طاقت ایک تجلی کی بھی نہ رکھی بے ہوش ہو گئے اور رسول ہمارے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیچ صحو کے تھے کہ مکہ سے قاب قوسین تک بیچ عین تجلی کے تھے اور ہر ساعت ہشیار تر اور بیدار تر تھے۔ اس مقدمہ میں بہت سے سخن کہے ہیں غرضیکہ ان دونوں مذہب والوں نے بہت دلیلیں آپس میں کی ہیں۔ اس مختصر میں اس کی گنجایش نہیں۔

اور کشف المحجوب والا اپنی طرف سے کہتا ہے کہ سکر دو طرح کا ہے۔

ایک تو ساتھ شراب مودّت کے۔

اور ایک ساتھ پیالۂ محبت کے۔

سکر مودّتی میں علت ہے کہ رویت نعمت سے پیدا ہوتی ہے۔

اور سکر محبتی بے علت ہے کہ یہ منعم کو دیکھ کر مست ہوجاتا ہے۔ پس جو کہ نعمت کو دیکھے اُس نے اپنے کو دیکھا۔ اور جو کہ منعم

کو دیکھے اپنے کو بھول جاتا ہے۔ اگرچہ وہ سکر ہیں ہے مگر سُکر اس
کا عین صحو ہے۔ اور صحو بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔
ایک صحو اوپر غفلت کے۔
اور دوسرا اوپر محبت کے۔
صحو غفلتی تو حجاب اکبر ہے۔
اور صحو محبتی وہ نہایت مقام ہے اور کشف ذاتی ہے۔
پس جو کہ غفلت میں ہو اگر صحو ہے وہ بھی سکر ہے
اور جو کہ ساتھ محبت کے ہے اگرچہ سکر ہووے وہ عین صحو
ہے۔ اگر جڑ مضبوط ہووے تو چاہے سکر ہو، چاہے صحو، اور اگر
جڑ مضبوط نہ ہو تو دونوں بے فائدہ ہیں۔ اور مذہب طیفوری والے
ترک صحبت خلق کرتے اور گوشہ اختیار کرتے،

چوتھا مذہب جنیدیان کا ہے

جو ابی قاسم جنید سے نکلا ہے ان کا طریق صحو کا تھا خلاف
طیفوریان کے۔ اختلاف اُن کا خواجہ بایزید کے ذکر میں پہلے
ہی لکھ دیا ہے۔ یہ مذہب مشہور تر ہے اور اکثر مشائخ نے جنیدی
مذہب اختیار کیا ہے۔

پانچواں مذہب نوریان کا ہے

جو خواجہ ابوالحسن احمد نوری سے چلا ہے۔ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کو نوری اس واسطے کہتے ہیں کہ جب اندھیری رات میں بات کہتے تو اُن کے منہ سے نور نکلتا تو تمام گھر روشن ہو جاتا۔

اور دوسرے اِس واسطے کہتے ہیں کہ ساتھ نور دانائی کے اسرار باطن کی خبر دیتے۔

اور کہتے ہیں کہ اُن کا ایک حجرہ جنگل میں تھا کہ تمام رات اُس میں مشغول رہتے۔ اور جہان ان کے دیکھنے کے واسطے جاتا تو اندھیری رات میں ایسا نور دکھائی دیتا کہ اُن کے حجرہ سے نکل کر آسمان کی طرف وہ نور جاتا۔ خواجہ ابی الحسن نوری طریقت میں مجتہد تھے اور صاحب مذہب تھے۔

اور مذہب ان کا یہ ہے کہ تصوف کو اُوپر فقر کے فضیلت دیتے ہیں اور بیچ صحبت کے ایثار حق محبت والوں کا فرماتے ہیں اوپر حق اپنے کے۔ یعنی اُن کا حق ادا کرتے اپنے حق سے اُن کا حق زیادہ سمجھتے بیچ ایثار کے یعنی بیچ ہر چیز دینے کے اور صحبت کو بغیر ایثار حرام رکھتے۔ اور کہتے کہ صحبت درویشوں

کی فرض ہے اور عزلت خوب ہے اور ایثار ایک کا اوپر ایک کے فرض جانتے۔

چھٹا مذہب سہیلیان کا ہے

جو خواجہ سہیل ابن عبد اللہ تستری سے چلا ہے اس کا طریق اجتہاد اور مجاہدہ نفس کا اور ریاضت ہے اور مریدوں کو ساتھ مجاہدہ کے کمالیت کو پہنچایا ہے۔ اس نے مجاہدہ کو مسبب مشاہدہ کا کہا ہے۔

اور دوسرے مشایخ کہتے ہیں کہ وصلِ حق بے سبب ہوتا ہے جو کوئی حق کو پہنچا ہے۔ فضل سے پہنچا ہے۔ فضل کو ساتھ علت اور فعل کے کیا کام ہے۔ پس مجاہدہ سے نفس پاک ہوتا ہے حقیقت قرب کا مدار اس پہ نہیں۔

ساتواں مذہب حکیمیان کا ہے

جو ابی عبد اللہ محمد بن حکیم ترمذی سے چلا ہے اُن کے سخن کا قاعدہ اوپر ولایت کے تھا۔ اور اس مذہب والے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اولیا ایسے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے سب خلقت سے

ان کو بڑا کیا ہے اور تعلق سے ان کو آزاد کیا ہے اور دوئی نفس اور ہوا و حرص دنیائی سے اُن کو چھوڑایا ہے۔ اور ہر ایک اولیاء کو ایک درجہ دیا ہے۔ اور دروازہ باطن کا ان پر کھولا ہے اس مقدمہ میں بہت سے سخن کہے ہیں۔

تمام احوال کشف المحجوب میں مفصل لکھا ہے حال اور معاملہ اُن کا اوپر ولایت کے تھا۔ شیخ فریدالدین عطار کہتے ہیں کہ اس ابی محمد بن حکیم ترمذی نے ابو تراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن جلالی کی صحبت بھی کری ہے اور یحیٰی معاذ سے آپس میں اُن کے سخن ہوئے ہیں اس بحث میں تصنیف بہت کری ہے۔ اور اُن کے وقت میں ترمذ میں ان کے سخنوں کا سمجھنے والا کوئی نہ تھا۔

اور نفحات الانس والا کہتا ہے کہ میرے پیر فرماتے تھے کہ محمد بن حکیم ترمذی موتی خالص ہے کہ جہان میں اُس کے برابر کوئی نہیں۔

اور فرماتے تھے کہ خواجہ بہاؤالدین محمد بخاری نقشبند جبکہ اپنے ابتدا سلوک کی بات کرتے اور مشائخوں کی ارواح سے فیض توجہ کا لینے کی بات کرتے تو کہتے تھے کہ جبکہ میں ابی عبداللہ محمد کی روح کی طرف متوجہ ہوتا اُس توجہ کا اثر ظہور بے صفتی محض ہوتا۔ ہر چند اس توجہ کے اندر سیر کرتا لیکن

کچھ اثر ذکر اور صفت کا معلوم نہ پڑتا۔
مشائخ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کئی قسم ہیں۔
بعضے بے صفت اور بے نشان ہیں۔
اور بعضے با صفت اور با نشان ہیں۔
اور بعضے ان کی صفتوں سے نصیبہ مند ہوئے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ اہل معرفت ہے۔ یا اہل معاملہ کا۔ یا اہل محبت کا۔ یا اہل توحید کا ہے۔
اور نہایت درجہ کا اور کمال حال اولیاء اللہ کا بے صفتی اور بے نشانی ہے۔ بے نشانی اشارہ کشف ذاتی سے ہے کہ بڑا مقام اور بڑا بزرگ درجہ ہے
عبارت اور اشارت اس مرتبہ کی کنہہ سے قاصر ہے۔ یعنی اس مرتبہ کی کیفیت بیان میں نہیں آتی۔ ہو چکا بیان مذہب حکیمیان کا۔

آٹھواں مذہب خرازیان کا ہے

جو ابی سعید خراز سے نکلا ہے۔ ان کی تصنیف طریقت میں بہت ہیں۔ اور تجرید کا مقام تھا اور شروع عبارت حال فنا اور بقا کی اس نے کری۔ اور اپنے تمام طریقت کو ان

دو عبادت پہ شامل کیا۔

ابو سعید کہتے ہیں کہ فنا اس کو کہتے ہیں کہ بندہ اپنی بندگی کے دیکھنے کو فنا کرے، یعنی بندگی کی طرف خیال نہ کرے۔

اور بقا اس کو کہتے ہیں کہ بندہ ساتھ مشاہدہ الٰہی کے باقی رہے۔ یعنی بندہ کو اپنے فعل کی طرف دیکھنا آفت ہے۔ اور حقیقت بندگی کو جب پہونچتا ہے کہ اپنے عمل اور عبادت پر اس کی نظر نہ ہو۔ یعنی درمیں ،، بندگی کرتا ہوں یہ (میں پنا) جاتا رہے۔ بلکہ سمجھے کہ وہ ہی عابد ہے اور وہ ہی معبود ہے۔ میں بیچ میں نہیں ہوں۔ یہ بھی فنا ہے۔ اور جبکہ سمجھا کہ خدا ہی خدا ہے، یہی بقا ہے۔

تا تمام نسبت معاملت کی طرف کی حق ہو لی۔ اپنی طرف نہ ہو۔ جبکہ بندہ متعلقات اپنے سے فانی ہوا ساتھ جمال الٰہی کے باقی ہوا۔

اور ابو سعید خزار پھر فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ تھا کہ میں اس کو ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا۔ اور اب اپنے تئیں ڈھونڈتا ہوں اور اس کو پاتا ہوں۔ جبکہ اس کو پاویگا تو تو اپنے سے خلاص ہو جاوے گا۔ اور جب تو اپنے سے خلاص ہو گا تب اس کو پاوے گا۔ کون سا آگے تھا وہ جانے

جبکہ وہ پیدا ہووے تو نہ رہے، جب تو نہ رہے، وہ پیدا ہووئے۔ کون سا آگے تھا وہ جانے۔

اور بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ اُس سے نہ ملا جب تک میں اپنے سے نہ توڑی، اور اپنے سے نہ توڑی جب تک اُس سے نہ ملا۔ کون سا آگے وہ جانے۔

اور شیخ علی سیّاح فرماتے ہیں کہ ماوراء النہریان کہتے ہیں کہ جب تک اپنے سے خلاص نہ ہووے اس کو نہ پاوے۔

اور عراقیان کہتے ہیں کہ جب تک نہ پاوے۔ نہ چھوٹے۔ یہ دونوں بات ایک ہیں خواہ گھڑا اوپہ پتھر کے خواہ پتھر اوپہ گھڑے کے۔ لیکن میں عراقیان میں ہوں اُن کا سبق اچھا ہے۔

نواں مذہب خفیفیان کا ہے

جو ابی عبد اللہ محمد بن خفیف سے نکلا ہے۔ نام ان کا محمد بن خفیف بن اسفکشار النبی ہے۔ شیراز میں رہتے تھے اور اپنے وقت کے شیخ المشایخ تھے۔ اور ان کو شیخ الاسلام بھی کہتے ہیں۔ علم ظاہر و باطن میں بڑے پیشوا تھے۔ اور اکثر جماعت

صوفیوں کی ان کی متابعت کرتی ہیں۔ اُن کی تصنیف بھی بہت کتابیں ہیں ان کے زمانہ میں اُن کے برابر حقائق اور اسرار میں کوئی نہ تھا۔ اون کے پیچھے پارس میں کوئی ویسا نہ ہوا اور جو کوئی ان کی متابعت کرتے ہیں اُن کو خفیفیان کہتے ہیں۔

کشف المحجوب والا کہتا ہے کہ اون کے مذہب کا طریق تصوف میں غیبت اور حضوری ہے۔ اور مراد حضور سے حضوری دل کی ہے ساتھ یقین کے اور مراد غیبت سے غائب ہونا دل کا ہے ذوق حق سے اِس حد تک کہ جبکہ غائب ہوئے اوس غیبت سے بھی غائب ہووے۔ تو جب کہ اپنے سے غائب ہوا حضوری حق کی آئی۔ اور حضوری حق سے اپنے سے غائب ہوتا ہے۔ لیکن ایک گروہ اس طائفہ کے حضوری کو پہلے رکھتے ہیں غیبت پر یعنی جبکہ حضوری حق کی آتی ہے جب غائب ہوتا ہے۔ اور ایک گروہ حضوری کو غیبت پر پہلے رکھتے ہیں یعنی جبکہ غیبت اپنے سے ہوتی ہے پھر حضوری حق کی حاصل ہوتی ہے۔ جیسے صحو اور سکر کا۔ پہلے بیان ہوا ہے۔

اور جو کہ غیبت کو حضوری پر مقدم رکھتے ہیں۔ وہ ابن عطا اور حسین بن منصور حلاج۔ اور ابوبکر شبلی بعد حسین کے اور ابو حمزہ بغدادی۔ اور سمنون محب ہیں۔

اور ایک جماعت مشائخ عراقیان کی کہتی ہے کہ بڑا

حجاب بیچ راہ حق کے تو لگی ہے یعنی تو جو کہتا ہے کہ یہ میں ہوں یا یہ کام میں نے کیا۔

غرضیکہ ہر کام کی نسبت اپنے پہ کرے یہی بڑا حجاب ہے۔ جبکہ یہ میں پنا تجھ سے جاتا رہے تمام آفات دوئی کی تجھ سے فنا ہو گئی۔ جیسے اس وجود سے پہلے تو غائب تھا۔ اور حق کے ساتھ حاضر تھا۔ بے حجاب اب بھی اسی طرح تو غائب اپنے سے ہو جاوے گا۔ اور جبکہ تو اپنی صفت پہ حاضر ہوا قرب حق سے غائب ہوا۔

پس بلا کی تیرے بیچ حضوری تیری کے ہے۔ اور حارث محاسبی، اور جنید بغدادی، اور سہیل عبداللہ تستری، اور ابو حفص حدّاد، اور حمدون بن قصّار، اور ابو محمد بن حریری، اور خصری، اور اس مذہب والا محمد بن خفیف، اور ایک جماعت حضوری کو اوپہ غیبت کے مقدم رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تمام صورتیں بیچ حضوری کے بندھی ہیں اور غیبت اپنے سے ایک راہ ہوتی ہے۔ طرف حضوری حق کے جبکہ حضوری پہلے سے راہ آفت ہو جائے اور فائدہ غیبت کا حضوری ہے اور غیبت بغیر حضوری کے دیوانگی ہے۔ اور غلبہ اور مرگ ہے۔ یا غفلت ہے۔

اور خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک وقت ایسا تھا کہ اہل آسمان اور زمین والے اوپر غیبت میری کے رونے تھے۔ اور پھر ایسا ہوا کہ میں اون کی غیبت پہ روتا تھا۔ اور اب ایسا ہے کہ نہ تو میں اون کی خبر رکھتا ہوں اور نہ اپنی خبر مجھ کو ہے۔ یہ خوب اشارت ہے حضوری کی یعنی میں ایسا حاضر ساتھ خدا کے ہوں کہ نہ اپنی خبر ہے نہ غیر کی۔

دسواں مذہب سیّاریان کا ہے

جو ابو العباس سیاری سے نکلا ہے۔ اور نام اون کا قاسم ابن القاسم بن مہدی ہے۔ اور یہ نواسے شیخ احمد ابن سیّار کے ہیں۔ پانچویں طبقہ سے، اور اہل مروسی ہیں۔ اور شیخ اوس قوم کے ہیں۔ مرید خواجہ ابو بکر واسطی کے، اور واسطی خلفائے جنید بغدادی سے ہیں۔

کشف المحجوب والے فرماتے ہیں کہ ابو العباس سیّاری امام مرؔو والوں کا، اور نیشاپور والوں کا ہے۔ بیچ تمام علم کے ممتاز تھے۔ اور نیشاپور میں اور مرؔو میں اون کے طبقہ کے اصحاب بہت ہیں۔ اور کوئی مذہب بیچ تصوف کے اوپر حال اپنے کے نہ رہا۔ مگر مذہب اوس کا ہی رہا کہ کسی وقت مرؔو

کہ ایک وقت ایسا تھا کہ اہل آسمان اور زمین والے
اوپہ غیبت میری کے رونے تھے۔ اور پھر ایسا ہوا کہ میں
اون کی غیبت پہ روتا تھا۔ اور اب ایسا ہے کہ نہ تو میں اون
کی خبر رکھتا ہوں اور نہ اپنی خبر مجھ کو ہے۔ یہ خوب اشارت
ہے حضوری کی یعنی میں ایسا حاضر ساتھ خدا کے ہوں
کہ نہ اپنی خبر ہے نہ غیر کی۔

دسواں مذہب سیاریان کا ہے

جو ابو العباس سیاری سے نکلا ہے۔ اور نام اون کا
قاسم ابن القاسم بن مہدی ہے۔ اور یہ نواسے شیخ احمد ابن
سیار کے ہیں۔ پانچویں طبقہ سے، اور اہل مروسی ہیں۔ اور شیخ
اوس قوم کے ہیں۔ مرید خواجہ ابوبکر واسطی کے، اور واسطی
خلفائے جنید بغدادی سے ہیں۔

کشف المحجوب والے فرماتے ہیں کہ ابو العباس سیاری
امام مرو والوں کا، اور نیشاپور والوں کا ہے۔ بیچ تمام علم
کے ممتاز تھے۔ اور نیشاپور میں اور مرو میں اون کے طبقہ کے
اصحاب بہت ہیں۔ اور کوئی مذہب بیچ تصوف کے اوپر حال
اپنے کے نہ رہا۔ مگر مذہب اوس کا ہی رہا کہ کسی وقت مرو

اور نیشاپور پیشوا سے خالی نہ رہا۔ کہ اوس کے مذہب کی رعایت نہیں کی ہو۔ یعنی اب تک وہ مذہب قائم ہے۔ اور سخن اس سوالوں کا بیچ جمع اور تفرقہ کے ہے اور یہ لفظ مشترک ہے درمیان تمام اہل علم کے۔ اور وہ بیچ صفت اپنی کے۔ اس لفظ جمع اور تفرقہ کو کام میں لاتے ہیں۔ لیکن مراد ہر ایک کی جدا جدا ہے

ایک گروہ کہتا ہے کہ جمع کے دو درجہ ہیں۔

ایک تو بیچ اوصاف حق کے۔

اور دوسرا بیچ اوصاف بندہ کے۔

جو جمع کہ بیچ اوصاف حق کے ہے وہ توحید کا سر ہے کسب بندہ کا وہاں کچھ نہیں چلتا۔

اور جو کہ بیچ اوصاف بندہ کے ہے وہ عبارت توحید سے ہے۔ ساتھ صدق حقیقت کے اور عقیدت کے۔

اور ایک گروہ کہتا ہے کہ جمع صفت حق کی ہے اور تفرقہ فعل اوس کا کسب بندہ کا اس جگہ منقطع ہے۔

اور ایک گروہ کہتے ہیں۔ کہ الجمع علم التوحید و التفرقة علم الاحکام یعنی جمع علم توحید کو کہتے ہیں۔ اور تفرقہ علم الشرع کو پس جمع علم کی جڑ ہے۔

اور اکثر محققان کہتے ہیں کہ تفرقہ کسب ہے۔ اور جمع بخشش کسب سے مراد مجاہدہ کی ہے۔ اور بخشش سے مراد مشاہدہ کی۔

پس جو کہ بندہ راہ مجاہدہ سے اس کی راہ پاوے یہ قسم تفرقہ سے ہے۔
اور جو محض عنایت اور ہدایت حق سے پاوے۔ یہ جمع ہے۔ فقط۔ اے غلط

تمام دس گروہ مذہب صوفیوں کا بیان

مفصل کشف المحجوب میں لکھا ہے

اور وہ دسوں مذہب والے محقق اور اہل سنت اور جماعت کے ہوئے ہیں۔ اور ہر مذہب والا معاملہ نیک اور طریق پاک اور مجاہدہ والا اور مشاہدہ والا ہوا ہے اگرچہ معاملوں اور مجاہدوں میں باہم اون کی اختلاف ہے بلکہ لیکن بیچ شریعت اور توحید کے تمام شامل ہیں، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

باب پانچواں

بیچ بیان سو مقام اور منزل اور حال فقرا کے جو اوپر دس قسموں کے

قسم اوّل :- شروع مقامات کی ہے۔ یعنی مبتدی کے مقام ہیں۔ اوّل تقیظ - یعنے جاگنا خواب غفلت سے۔ دوسری توبہ، تیسری انابت، چوتھے محاسبہ، پانچویں تفکر۔ تذکر۔ فرار۔ سماع۔ ریاضت۔ اعتصام۔

قسم دوسری :- ابواب کی ہے اس کے بھی دس مقام ہیں۔ حزن۔ خوف۔ اشفاق۔ خشوع۔ اخبات زہد۔ ورع۔ تبتل۔ رجا۔ رغبت۔

قسم تیسری :۔ معاملات کی ہے۔ اوس کے بھی دس منزل ہیں۔ رعایت ۔ مراقبہ ۔ حرمت ۔ اخلاص تہذیب ۔ استقامت ۔ توکل ۔ تفویض ۔ ثقہ تسلیم

قسم چوتھی :۔ اخلاق کی ہے ۔
اس کی بھی دس منزل ہیں۔ صبر ۔ شکر ۔ رضا حیا ۔ صدق ۔ ایثار ۔ خلق ۔ تواضع ۔ فتوت انبساط ۔

قسم پانچویں :۔ اصول کی ہے ۔
اس کی بھی دس منزل ہیں۔ قصد ۔ عزم ارادت ۔ ادب ۔ یقین ۔ انس ۔ ذکر ۔ فقر غنا مراد ۔

قسم چھٹی :۔ ادویہ کی ہے ۔
اس کی بھی دس منزل ہیں ۔ احسان ۔ علم ۔ حکمت ۔ بصیرت ۔ فراست ۔ تعظیم ۔ الہام ۔ سکینہ طمانیت ۔ ہمت ۔

قسم ساتویں :۔ احوال کی ہے
اس کی بھی دس منزل ہیں ۔ محبت ۔ غیرت شوق ۔ قلق ۔ عطش ۔ وجد ۔ دہشت ۔ ہیمان ۔

ہمّت ۔ ذوق ۔

قسم آٹھویں :۔ ولایات کی ہے ۔

اس کی بھی دس منزل ہیں ۔ لحظ ۔ دقت ۔ صفا

سرور ۔ سرّ ۔ نفس ۔ غرق ۔ غیبت ۔

تمکن ۔

قسم نویں :۔ حقائق کی ہے ۔

اس کی بھی دس منزل ہیں ۔ مکاشفہ ۔ مشاہدہ ۔

معاینہ ۔ حیات ۔ قبض ۔ بسط ۔ سکر ۔ صحو ۔

اتصال ۔ انفصال ۔

قسم دسویں :۔ نہایت کی ہے ۔

اس کی بھی دس منزل ہیں ۔ معرفت ۔ فنا ۔ بقا ۔

تحقیق ۔ تلبیس ۔ وجود ۔ تجرید ۔ تفرید ۔ جمع ۔

توحید ۔

اے عزیز! یہ سو منزل مجمل لکھے ہیں ۔ ان کا بیان اگر

زندگی نے وفا کی ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک جدا رسالہ

بیان وار اُن سو منزلوں کا لکھوں گا ۔ اب تو یہ منزل یاد

داشت کے واسطے لکھی ہیں مگر دس منزلوں کا بیان تو

مفصل عوارف سے لکھتا ہوں ۔

باب چھٹا

بیچ بیان دس منزل کے

یہ ترجمہ نقل کیا ہے :- باب ساٹھویں
عوارف شریف سے۔ بیچ مقدمہ اشارات
مشائخوں کے، بیچ مقامات کے اوپر ترتیب کے۔
قول اوّل اون مشائخوں کا ہے بیچ مقام توبہ کے۔ کہ اوّل
مقام ہے۔ قال رویم رضی اللہ عنہ التوبۃ ان یتوب
من التوبۃ۔ یعنی توبہ وہ ہے کہ توبہ کرے تو توبہ سے
یعنی جو توبہ کہ بیچ اوس کے اخلاص اور صدق نہ ہو توبہ
کرے اوس توبہ سے کس واسطے کہ ادنیٰ مرتبہ توبہ کا۔
اخلاص اور صدق ہے۔ پس ہرگاہ کہ اخلاص اور صدق
جس توبہ میں نہ ہو پس نہ پہنچا وہ تائب ادنیٰ مرتبہ توبہ کو

اور جس توبہ میں کہ اخلاص اور صدق نہ ہو۔ وہ عین نہی اور نفی کرنے والا توبہ کا ہے۔ جیسے کہا ہے حضرت بی بی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے استغفر اللّٰہ من قلۃ صدقی فی قولی استغفر اللّٰہ۔ یعنی طلب بخشش کی کرتی ہوں میں اللہ سے قلت صدق میرے سے بیچ قول میرے کے استغفر اللہ ہے۔

اور دوسرے معنی۔ رویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے یہ ہیں۔ کہ توبہ کرے تو توبہ سے یعنے رویت توبہ سے یعنے اس توبہ کو اپنے سے نہ جانے یہ توبہ کاملہ عارفوں کی ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اپنی توبہ پہ عجب اور غرور نہ کرے کہ میں نے توبہ کری کہا ہے مصرعہ۔

دیدنِ توبہ گناہے دیگر است

حکایت

ایک شخص نے حسن مغازلی رح سے سوال کیا کہ توبہ کس کو کہتے ہیں۔

فرمایا توبہ انابت کا سوال کرتا ہے یا توبہ استجابت کا۔

اوس نے پوچھا کہ توبہ انابت کیا ہے۔ اور توبہ استجابت کس کو کہتے ہیں۔

فرمایا توبہ انابت یہ ہے۔ کہ خوف کرے تو اللہ تعالےٰ سے بسبب قادر ہونے اوس کے اوپر تیرے یعنی نظر

کرے تو اوپر فعلوں اپنوں کے اور ڈرے تو عقاب سے
پس توبہ کرے تو ہمیشہ خوف سے۔
اور توبہ استجابت یہ ہے کہ حیا کرے تو حق سبحانہٗ سے
بسبب نزدیک ہونے حق کے۔ کہ وہ تجھ سے نزدیک ہے
رگ گردن سے۔
پس توبہ کرے تو حیا سے کہ وہ نزدیک میرے ہے اور
حاضر اور ناظر ہے۔ اور میں گناہ کرتا ہوں۔ تو نظر اوس تائید
کی حق تعالےٰ پر ہے نہ فعل حق تعالےٰ پر کہ عذاب وغیرہ ہیں
اور یہ توبہ اعلیٰ ہے۔ اور توبہ انابت سے کہ نظر اوس کی اوپر
غیر کے ہے۔ اور نظر اُس کی اوپر حق کے۔
پس جس وقت کہ جو بندہ متحقق ساتھ اس توبہ دوسری
کے ہووے۔ اکثر وقت توبہ کرتا ہے اوس سے حق کی رویت
وجود اپنے سے۔
پس جس وقت کہ توبہ لازم ہوئی بیچ نماز کے کہ اوس میں
افعال اور اشغال ہیں یعنے رکوع اور سجود اور قیام
وغیرہ ہیں۔
پس توبہ کرتا ہے نماز میں جس وقت کہ نظر کرتا ہے
طرف افعال اپنے کے ساتھ نظر غیرت کے۔
پس در حالت غیر نماز کے کہ وہ محل فراغت کا ہے۔ ان

اشتغالوں سے۔ توبہ اولیٰ ہے

پس یہ توبہ لازم ہے بیچ ہر حال کے واسطے بواطن اہل قرب کے۔ جیسے کہا ہے الوجودت ذنب لایقاس بہ ذنب:۔ یعنی وجود تیرا گناہ ہے۔ نہیں قیاس میں آتا ایسا اور گناہ۔

پس یہ سخن متحقق ہے۔ کہ یہ توبہ اثبات ربوبیت کی ہے ساتھ ذات حق کے اس طرح سے کہ اَلْوُجُوْدُ کُلُّہٗ لِلْحَقّ یعنی کل وجود واسطے حق کے ہے۔ ؎

مصرعہ

وجودے ندارد کسے جز خدا

پس یہ توبہ دوسری واسطے خاصوں کے ہے۔

وقال ذوالنون رضی اللہ عنہ توبۃ العوام من الذنوب وتوبۃ الخواص من الغفلۃ وتوبۃ الانبیآء من رویتہ عجزھم عن البلوغ ما نالہ غیرھم۔

یعنی توبہ عام کی گناہ سے ہے۔ اور توبہ خاص کی غفلت سے کہ گناہ خفیہ ہے۔ جیسے کہا ہے ؎

کسے کو غافل از وے یک زمان است

دران دم کافر است اما نہان است

اور تو بہ انبیاء کی دیکھنے عجز اپنے سے ساتھ نہ پوہچنے بیچ اوس مقام کے۔ کہ اور پہنچے ہیں اور یہ نہ پوہنچا یعنی توبہ کرتے ہیں ٹہرنے سے۔ بیچ ایک مقام کے کس واسطے کہ بیچ ایک مقام کے رہنا نزدیک انہوں کے گناہ ہے۔ جیسے حدیث میں آیا ہے من استوی یوماہ فھو مغبون۔ یعنی جو شخص کہ اوس کے دو دن برابر ہوں وہ زیان کیا گیا ہے۔ بلکہ روز بروز ترقی کرتے ہیں۔ ایک مقام سے ساتھ مقام دوسرے کے۔ جیسے کہ کہا ہے رب زدنی علمًا۔ یعنی اے رب زیادہ کر میرا علم۔ یعنی مقام میرا۔

دل چہ می بندی درین فانی جہاں
این جہاں راہم جہانی دیگر است

حکایت ایک شخص نے سوال کیا ابو محمد سہیل عبداللہ سے کہ اگر کسی شخص نے توبہ کری کسی چیز سے اور ترک کرے اس کو پس دل پہ اس چیز کا خیال آیا۔ یا وہ چیز دیکھی یا سنی۔ پھر لذت پائی دل اس کے نے اس سننے سے پس کیا ہے حکم اوس کا۔

فرمایا حلاوت طبع بشری سے ہے پس اس سے

لاچار ہے اور اس کا ڈر نہیں۔ اور یہ توبہ کو نفی نہیں کرتے۔ لاکن واسطے دفع کرنے اوس لذت کے یہ حیلہ ہے کہ رجوع کرے تو دل اپنے کو طرف حق کے اور شکوہ کرے تو اوس لذت کا آگے حق کے اور انکار کرے اس چیز کا بیچ دل اپنے کے۔ اور لازم کرے تو اپنے نفس پر انکار اُس چیز کا۔ اور جدا نہ کرے تو انکار کو ایک لحظ دل اپنے سے۔ اور طلب کرے اللہ تعالے سے یہ کہ بھولا دے اوس حلاوت کو۔ اور مشغول کرے بیچ ذکر اور طاعت اپنی کے۔

پس اگر غافل ہوگا تو اس انکار سے طرفہ عین ڈرتا ہوں میں کہ سلامت نہیں رہے گا تو اوس حلاوت سے اور حلاوت عمل کرے گی بیچ دل تیرے کے پھر اگر بہ تقدیر حلاوت نے عمل کر لیا تو چاہیئے کہ لازم کرے دل بیچ اپنے کے انکار اوس کا۔ اور غمناک ہووے۔

پس وہ حلاوت ضرر نہ کرے گی یہ انکار کافی ہے اور اور بلیغ واسطے ہر طالب صادق کے کہ جو تو چاہتا ہے صحت توبہ اپنی کی۔ اور عارف کامل قادر ہے واسطے دفع کرنے حلاوت کے باطن اپنے سے اور سہل ہے اوپر اس کے دفع کرنا اوس کا۔ اور اسباب سہولت اوس کے بہت ہیں واسطے

عارف کے اور جس دل میں لذت دوستی اللہ تعالےٰ کی خالص صفائی مشاہدہ اور صرف یقین سے ہووے کون سی لذت باقی رہے بیچ دل اس کے اور حلاوت ہوا کی سبب نہ ہونے دوستی حق کے ہے۔

حکایت :۔ ایک شخص نے سوال کیا حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ توبہ کس کو کہتے ہیں۔
فرمایا۔ اَلتَّوْبَۃُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ذِمَّۃُ الْعِلْمِ اِلٰی مَا مَدَحَہُ الْعِلْمُ۔
یعنی توبہ کرے ہر چیز سے کہ علم نے بُرا کہا ہو اوس کو یہاں تک کہ اچھا کہا ہو اوس کو علم نے۔
یعنی توبہ کرے جو شریعت نے منع کیا۔ بلکہ اُس چیز سے کہ واسطے عوام کے شریعت نے رخصت دی کس واسطے کہ عام عاجز ہیں ترک کرنے اوس کے سے۔
چنانچہ شہوات جو کہ شرع میں حلال ہیں پس اس کو بھی ترک کرے۔ یہ توبہ ظاہر اور باطن کی ہے اور یہ واسطے اون لوگوں کے ہے کہ اون کو کشف ہو گیا ہو ساتھ صریح علم کے یعنی علم لدنی سے اور یہ توبہ جامع ہے واسطے گناہ ظاہر و باطن کے اور یہ توبہ اعلیٰ ہے۔ کس واسطے کہ عام غافل ہیں۔

صفت ذمیمہ قلبیہ سے۔
اور علم کشفی جانتا ہے برائی اُن کی پس باقی نہیں رہتا ہر جہل آگے علم کے۔ یعنی یہ نقصان اوس کا جانتے ہیں۔ اور یہ گناہ حالی ہیں اور وہ گناہ شرعیہ۔ پس توبہ ظاہر اور باطن کی واسطے ظاہر اور باطن کے ہے۔
اور حضرت حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ التوبۃ اَنْ یَتُوبَ عَنْ کُلِّ شَیْئٍ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔
یعنی توبہ یہ ہے کہ توبہ کرے تو ہر چیز سے کہ جو سوی حق کے ہے یعنی جو خیال غیریت کا آوے اس سے توبہ کرے جیسے آیا ہے حدیث میں انہ لیغاق فی قلبی۔

بیان مقام دوم کہ ورع است

معنی ورع کے یہ ہیں کہ ترک کرے فضولی کو یعنی زیادہ حاجت سے جو کچھ کہ ہووے۔ اس کو ترک کرے اس میں سب آگیا۔ زیادہ کھانا۔ اور پینا۔ اور سونا۔ اور زیادہ کلام کرنا علیٰ ہذا القیاس۔
جیسے تقویٰ ترک معاصی کو کہتے ہیں۔ اسی طرح ورع ترک فضولی کو کہتے ہیں۔

اور دلیل حفاظت ترک فضولی کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مِلاکُ دینکم الورع یعنی کھڑا کرنے والا تمہارے دین کو ورع ہے۔

ف کس واسطے کہ جو کہ جس قدر باہر آوے گا فضولی سے اُس قدر مشغول ہوگا ساتھ خدا کے۔ اور مشغولی ساتھ خدا کے عین دین ہے۔

جیسے روایت کرتے ہیں ابی درداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

عن ابی درداء رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضا علی نھر فلما فرغ عن وضوئہ افرغ فضلہ فی النھر وقال یبلغ اللہ تعالےٰ قوماً اخر ینفعھم۔

یعنی روایت کرتے ہیں ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اوپر نہر کے پس جس وقت فارغ ہوئے وضو اپنے سے ڈال دیا بچے ہوئے پانی اپنے کو بیچ اسی نہر کے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نفع پونچاوے گا۔ اس پانی سے اوروں کو۔

ف پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے ترک فضولی کا کیا۔ اور ضائع ہونا اس پانی کا کہ اگر زمین پر ڈال دیتے

تو ضائع ہوتا۔ اور پھر فرمایا اصحابوں کو واسطے تسکین اون کے
کہ اللہ تعالیٰ اس پانی سے اوروں کو نفع دے گا۔ یعنی برکت
اس پانی کی تمام نہر کے پانی میں ہو جاوے گی۔ پس نفع ہوگا
اون لوگوں کو جو اس نہر سے پانی لیں گے اور اگر آفتابے میں
رہتا نفع نہ پہونچتا۔

وقال عمر رضی اللہ عنہ لا ینبغی لمن اخذ
بالتقویٰ ووزن بالورع ان یذل لصاحب الدنیا
یعنی لائق نہیں اوس آدمی کو کہ جو تقوی پکڑے اور اندازہ
کرے ورع کا یعنی ورع اختیار کرے پس خراب ہووے واسطے
اہل دنیا کے یعنی آگے اہل دنیا کے۔

ف کس واسطے کہ خراب ہونا واسطے فضولی کے ہے اور
حاجت ضروری حق تعالیٰ دیتا ہے جو تیری قسمت کا ہے جیسے
فرمایا ہے حق تعالیٰ نے وما من دابۃ فی الارض الا علی
اللہ رزقھا۔ یعنی کوئی چارپایہ نہیں بیچ زمین کے مگر اوپر
اللہ کے ہے رزق اوس کا حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں۔ احفظ لسانک من المدح کما یحفظ من
الذنب یعنی نگاہ رکھ تو زبان اپنی کو تعریف سے جیسے نگاہ
رکھتا ہے تو گناہ سے۔

ف یہ علامت ترک تذلل کی ہے کس واسطے کہ مدح

کرنے سے تذلل پیدا ہوتا ہے یعنی اس کو کچھ غرض ہوتی ہے جب مدح کرتا ہے جیسے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدحک ذبحک یعنی جس نے مدح کی تیری ذبح کیا تجھ کو۔

نقل ہے:۔ کہ حارث محاسبی بن اسد کے بیچ کی انگلی کے اوپر ایک رگ تھی جس وقت کہ آگے اوس کے کوئی طعام شبہہ کا لاتا۔ اور وہ واسطے کھانے اوس کے ہاتھ دراز کرتا وہ رگ ہلنے لگ جاتی۔

پس یہ دلالت کرتی ہے قوام دین اس کے کی کہ ورع ہے کس واسطے کہ اوس کو کمال معرفت حق کی تھی یہاں تک کہ پہچانتا تھا حقایق اشیاء کو اور ہوا تھا ہر عضو اوس کا عارف ساتھ حقایق اشیاء کے تاکہ پہچانتا تھا حرمت حرام کو ساتھ انگشت اپنی کے کس واسطے کہ ہاتھ اوس کا مظہر حق کا ہو گیا تھا جیسے آیا ہے بیچ حدیث کے ویداہ التی یبطش بہا۔ یعنی ہو جاتا ہوں میں ہاتھ اوس کا کہ پکڑتا ہے وہ ساتھ اوس کے یہ مشکواۃ شریف میں حدیث ہے۔

نقل ہے:۔ کسی نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے ورع کے متعلق سوال کیا۔

فرمایا ورع وہ ہے کہ پراگندہ نہ ہوئے دل حق تعالےٰ سے طرفۃ العین پس یہ عین قوام دین کا ہے ۔

اور سلیمان دارانی کہتے ہیں کہ ورع اول مقام زہد کا ہے جیسے قناعت اول مقام رضا کا ہے اور فرمایا یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ ورع اس کو کہتے ہیں کہ کھڑا ہو وے اوپر حد علم کے بغیر تاویل کے یعنی تاویل اوپر عقل اپنی کے نہ کرے جو کچھ کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نے فرمایا وہ ہی معنی کرے نہ اوپر عقل اپنی کے ۔

شیخ خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ورع وہ ہے کہ نہ کلام کرے بندہ مگر راست اگرچہ کوئی راضی ہو یا غصہ ہو اور کوشش کرے بیچ اس چیز کے کہ جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو وے پس سچ بولنا یہ بھی ورع ہے ۔

نقل ہے

:۔ ابن جلا رضی اللہ عنہ سے کہ کہتا تھا پہچانتا ہوں میں ایک شخص کو کہ وہ تیئس برس مکہ میں رہا اور نہ پیا آب زمزم مگر جو بوندیں ڈول اور رسی سے ٹپکتی تھیں وہ ہی پیتا ۔ اور نہ کھایا طعام فتوح کا جو شہر سے آتا تھا بسبب شبہہ کے ۔

اور فرماتے ہیں خواص رحمتہ اللہ علیہ کہ ورع دلیل خوف

کی ہے۔ اور خوف دلیل معرفت کی اور معرفت دلیل قرب کی۔ یعنی جس کو خوف ہوگا اس کو ورع ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

یہ بیان ہے مقام تیسرے کا۔ کہ نام اُوس کا زُہد ہے

زہد کے معنی ترک کرنے کے ہیں جیسے ترک کرنا مال کا اور طلب مرتبہ کا۔ اور فخر کا اور سوائے اُس کے اور اقل مرتبہ اس کا یہ ہے جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ زہد وہ ہے کہ خالی کرے اپنے ہاتھوں کو اوس چیز سے جو اوس کے ملک میں ہے اور خالی کرے دل اپنے کو طلب اوس چیز سے جو نہ پائی ہے اور نہایت مقام زہد کا یہ ہے کہ نہ پرواہ کرے اوس چیز کی جو کچھ کہ ترک کیا ہے اور نہ فخر کرے ترک اپنے پر بلکہ اعتقاد کرے کہ یہ میرے ملک میں نہ تھا۔

جیسے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا تھا۔ کہ زہد کس کو کہتے ہیں۔

فرمایا کہ زہد اصل میں یئے ہی نہیں کیونکہ زہد ترک کرنے کسی چیز کو کہتے ہیں۔ پس اگر ترک کسی چیز کو کیا جو اس کی

قسمت میں نہیں تھی تو اس کو زہد نہیں کہتے ہیں کس واسطے
کہ بیچ تقدیر ازلی کے جو دوستی قسمت اور کسی کے تھی پس
اس نے ترک کیا تو وہ قسمت اس کی تھی اللہ تعالےٰ نے
اس کو پہونچا دی۔ اور جو چیز کہ قسمت اس کی ہے
وہ ترک کری نہیں جاتی۔ کس واسطے کہ قسمت اس کی
اوروں کو نہیں دی جاتی وہ ہمراہ اس کے ہے اور
نزدیک اوس کے ہے جیسے کہا ہے ؎

آنچہ نصیب است بتو می رسد
ورنہ ستانی بہ ستم می رسد

زرق اس کا اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس فی الاصل
زہد ہی نہیں مگر اعتباری یا واسطے نفس کے ہٹانے
کے ہے اوس چیز سے کہ وہ وہم کرنے کہ یہ واسطے
میرے ہے اور نہیں ہے وہ واسطے اوس کے۔
لیکن شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ کلام شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا اشارہ ہے اوپر تقدیر
کے جو کچھ کہ قلم نے روز ازل کے لکھ دیا پس نسبت
اس کی زہد نہیں ہے۔ لاکن اگر نظر اوپر مقدر کے
کریں تو قاعدہ اجتہاد اور کسب کا لوٹ جاوے کس واسطے
کہ اگر نظر اوپر تقدیر ازلی اور سعادت اور سقاوت کے

کریں تو ٹوٹ جاتا ہے۔ بیچ منظر عامہ کے قاعدہ اجتہاد اور کسب کا۔ اور فضیلت زہد کی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ یہ نہیں سمجھتے ہیں اسرار تقدیر کو۔ بس لائق نہیں ہے کہ اعتبار اوپر اس قول کے کریں۔ لاکن معنی قول شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے اس طرح کہنے چاہئیں کہ قلیل جانے زاہد اپنے کو بیچ نظر اپنی کے تا عجب اور غرور نہ ہو یہ نہایت مرتبہ زہد کا ہے۔

اور شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیونکر اعتبار نہ کریں ہم زہد کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرجل قد اوتی الزھد فی الدنیاء و منطقا فقربوا منه فانه یلقی الحکمة

یعنی جس وقت دیکھو تم کسی شخص کو کہ تحقیق دیا گیا ہے اوس کو زہد بیچ دنیا کے اور فکر بیچ حقائق اشیاء یعنی بیچ وحدت کے پس نزدیک ہو تم اوس کے کہ وہ ملاقی ہوا ہے ساتھ حکمت کے۔ اور نام رکھا ہے اللہ تعالے نے زاہدوں کا علماء

قصہ قارون میں جس وقت کہ طالبان دنیا

نے کہا۔ کہ اَلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّہٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ

یعنی وے لوگ جو چاہتے تھے دنیا کو کہتے تھے کہ کیا خوب ہوتا اگر ہم کو بھی ہوتا مثل قارون کے۔ کہ تحقیق وہ صاحب حظ عظیم کا ہے۔

پس فرمایا حق تعالے نے حکایت اون مردوں کی کہ جنہوں نے رد کیا ہے قول طالبان دنیا کا۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ۔ یعنی کہا اون لوگوں نے جن کو ہم نے علم دیا تھا افسوس ہے اوپر تمہارے اے طالبان دنیا کے جو تم دنیا کو طلب کرتے ہو ثواب اللہ تعالے کا اس دنیا سے اچھا ہے۔

اور سہیل عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ واسطے عقل کے ہزار نام ہیں۔ اور واسطے ہر نام کے اون ہزار سے ہزار ہزار نام اور ہیں۔ اوّل نام اون ناموں سے ترک دنیا کا ہے۔ جس کو زہد کہتے ہیں اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔ ای عن الدنیا

اور آیا ہے بیچ حدیث کے العلماء امناء الرسل

ما لم یدخلوا فی الدنیا فاذا دخلوا فی الدنیا فاحذروھم علیٰ دینکم۔

یعنی علما ر امانت دار پیغمبروں کے ہیں واسطے پہچانے علم کے جب تک کہ نہ داخل ہو دیں بیچ دنیا کے۔ پس جس وقت کہ داخل ہوں بیچ دنیا پس پرہیز کرو تم اون سے اوپر دین تمہارے کے یعنی زائل ہوتی ہے اون سے امانت پیغمبروں کی اور آیا ہے بیچ حدیث شریف کے۔

لایزال لا الٰہ الا اللہ یدفع من العباد سخط اللہ ما لم یبالوا ما نقص من دنیاھم فاذا فعلوا ذلک وقالوا لا الٰہ الا اللہ قال اللہ تعالیٰ کذبتم ولستم بصادقین

یعنی ہمیشہ کلمہ توحید دفع کرتا ہے بندوں سے غضب اللہ کا جب تک کہ نہیں پروا کریں جو جو نقصان ہوا اون کا دنیا سے۔ پس جس وقت کہ یہ فعل کریں یعنی دنیا جانے کا ارمان کریں اور زبان سے کہیں لا الٰہ الا اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ جھوٹے ہو تم نہیں ہو تم صادق اوپر قول اپنے کے۔

ف کس واسطے کہ غضب اللہ تعالےٰ کا بہ سبب غلبہ

حجاب طمانیت اور غفلت کے ہے اور کلمہ توحید سے نفی
کرتا ہے۔ ماسوا اللہ کو۔ پس جس وقت کہ دنیا کے جانیکا
فکر کیا یا مال یا مرتبہ کا کہ یہ بلائیں ہیں اور پیدا ہوتی ہیں
محبت دنیا دی سے اور محبت دنیا کی نفی کرتی ہے توحید کو
پس جو زبان سے کلمہ توحید کہے اور دل میں دوستی دنیا کی
ہو تو اللہ تعالے جھٹلاتا ہے اوس کو کہ تو میری دوستی
میں سچا نہیں۔

اور سہیل عبد اللہ فرماتے ہیں کہ تمام اعمال نیک واسطے
زاہدوں کے ہیں۔ اور ثواب زہد کا زیادہ ہے سوائے اون
کے واسطے زاہد کے۔

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا نام زاہد
رکھا گیا دنیا میں پس نام رکھا گیا وہ ساتھ ہزار نام محمود کے اور جو شخص کہ نام رکھا گیا
اسکا دنیا میں دنیا دار یعنی بیچ دوستی دنیا کے نام رکھا گیا وہ ساتھ ہزار نام بدوں کے۔

اور شیخ سری سقطی کہ زہد ترک کرتے خوشی نفس کو
کہتے ہیں اور جو کچھ کہ خوشی دنیا کی ہے اس میں تمام آگئی
دوستی مال و مرتبہ کی اور دوستی منزلت و محبت اور
سرا ہنے دنیا کی۔

اور شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ
زہد غفلت ہے کس واسطے کہ دنیا لاشئ ہے۔ پس زہد بیچ لاشئ

کے غفلت ہے مراد اس قول سے یہ ہے کہ زہد اپنے کو خیال میں نہ لائے بلکہ ہیچ سمجھے۔

اور کہتے ہیں بعض بزرگان کہ جس وقت کہ دیکھے دنیا کو حقیر اور لاشئی پس زہد کرتے ہیں زہد کا بیچ دنیا کے یعنی زاہد اپنے کو ناچیز جانتے ہیں معنی قول شبلی کے یہی ہیں کہ دنیا لاشئی ہے اور زہد بیچ لاشئی کے غفلت ہے۔ یعنی اپنے کو شمار میں نہیں لاتے۔

اور شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک زہد کا معنی اور ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ باہر آوے اختیار اپنے سے بیچ زہد کے کس واسطے کہ زاہد نے قبول کیا زہد کو، اور ارادہ کیا زہد کا۔ پس ارادہ اس کا سند کیا گیا ہے ساتھ علم اس کے کے یعنی جب اس کو معلوم ہوا کہ دنیا ہیچ ہے جب زہد اختیار کیا اور علم اوس کا ناقص ہے۔ پس جس وقت کہ قائم ہوا بیچ مقام ترک ارادہ کے اور باہر آیا اختیار اپنے سے کھول دے گا اللہ تعالے اس کو مراد اپنی اس وقت یعنی جو کچھ کہ ارادہ حق کا ہوگا اوس پہ اللہ تعالےٰ کشف کر دے گا یا جانتا ہے تحقیق مراد اللہ تعالیٰ کے۔ اس شخص سے یہی ہے کہ اوس کو متلبس ساتھ کسی چیز کے دنیا سے بیچ ہر چیز کے کہ داخل کرے اوس کو اللہ تعالےٰ بیچ کسی شئے کے دنیا سے پس وہ چیز نقصان نہیں کرے گی۔ زہد اوس کے کو بس داخل ہونا

اوس کا بیچ اوس شئے کے ساتھ اختیار اللہ تعالیٰ کے اور
اذن اوس کے کے ہے۔ پس یہ ہے زہد فی الزہد اور زاہد
زہد کو برابر ہے ہونا نہ ہونا دنیا کا کس واسطے کہ ترک کرنا
اوس کا دنیا کو اور اختیار کرنا اوس کا دنیا کو ساتھ اختیار اللہ
تعالےٰ کے ہے۔ پس یہی ہے زہد فی الزہد۔
اور شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
دیکھا ہے میں نے کئی عارفوں کو ٹھہرے ہوئے بیچ اس مقام
کے اور زیادہ اس مقام سے ایک اور مقام بڑا ہے۔ زہد زہد
میں وہ یہ ہے کہ عارف کو بخشتا ہے اللہ تعالےٰ اختیار بسبب
فراخی علم اور پاکی نفس اس کے کے بیچ مقام بقائے کے
پس زہد کرتا ہے زہد ثالث یعنی تیسرا اور ترک کرتا ہے پیچھے اوس
کے جس قدر کہ اشتغال کیا تھا۔ بیچ فتنے دنیا کے ساتھ اذن
اللہ تعالےٰ کے اور بخشتا ہے اوس کو اللہ تعالےٰ اختیار
موہوبی۔ پس ترک کرتا ہے وہ دنیا کو اس مقام میں
ساتھ اختیار اپنے کے اور اختیار اس کا عین اختیار
حق ہے۔ پس تحقیق اختیار کیا اوس مرد نے ترک دنیا
کو ساتھ متابعت انبیاء اور صالحین کے اور دیکھتا ہے
ہے کہ تحقیق اخذ دنیا کا بیچ مقام زہد دوسرے کے کہ
زہد فی الزہد ہے۔ از روئے سہولت کے تھا اوپر نفس

اوس کے اللہ تعالےٰ نے داخل کیا تھا اوپر اوس کے بسبب ضعف اس کے کے تا پائے نہایت قوی حال انبیار اور صالحین صدیقین سے پس ترک کرتا ہے اس سہولت کو کہ حاصل ہوئی تھی اوس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے واسطے باقی رہنے خوشی اوس کی کے ساتھ حق کے ۔ پس ترک کرتا ہے اوس کو واسطے حق کے اور کبھی کبھی لیتا بھی ہے اوس سہولت کو باختیار اپنے کے واسطے تدبیر کے ساتھ صریح علم کے ۔ یعنی علم کشفی سے ۔ اور یہ مقام تصرف قوی عارفوں کا ہے کہ زہد کیا ہے انہوں نے زہد تیسرا واسطے حق کے ۔

یہ بیان ہی چوتھی مقام کا کہ اوس کا نام صبر ہی

صبر اوس کو کہتے ہیں کہ جس کو نفس چاہے اوس کو اوس سے بند کرے نفس کو شکوۂ تکلیف سے سوائے حق کے یعنے اوروں سے تضرع دعا خیر نہ کرے ۔

جیسے اشارہ کیا ہے سہل عبداللہ نے ادنیٰ مقام اوس کے کا کہ الصبر انتظار الفراح یعنی صبر وہ ہے

کہ انتظاری کرے فرحت کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور یہ افضل بندگی اور اعلا ہے کس واسطے کہ اوس نے بند کیا نفس کو شکوہ سے ساتھ غیر کے جو اُمید رحمت کی اللہ تعالےٰ سے رکھتا ہے۔ پس فرحت چاہتا ہے حق سے کیونکہ غلام شکوہ تکلیف کا نہیں کرتا ہے سوائے مولیٰ اپنے کے۔

اور بعضے کہتے ہیں صبر یہ ہے کہ صبر کرے تو کہ صبر سے یعنی بند کرے نفس اپنے کو طلب فرحت سے جب سچا ہوگا بیچ صبر کے اور دور ہووے ارادہ نفس اپنے سے چنانچہ کہا اللہ تعالیٰ نے۔

وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

یعنی صبر کرتے ہیں بیچ سختی درد دکھ کے اور مصیبتوں کے اور وقت مقابلہ دشمنوں ظاہر و باطن کے وہ لوگ ہیں جو صادق ہیں اور وہی متقی ہیں۔

شیخ الشیوخ نے عوارف شریف میں معنی اس کے لکھے ہیں کہ ای مقاتلۃ الاعداء الظاھر والباطن متمکنین فی صبرھم لا یطلعون الی الفرح۔ یعنی

نہیں چاہتے ہیں فرحت کو حق سے یعنی ارادہ اپنے کو بیچ ارادہ حق کے گم کرتے ہیں۔

اور بعضے بزرگ کہتے ہیں کہ واسطے ہر شئے کے جوہر ہے کہ قائم رہتے ہیں ساتھ اوس جوہر کے تمام اوصاف اوس شئے کے اور جوہر انسان کا عقل ہے اور جوہر عقل کا صبر ہے پس صبر لگام نفس کی ہے اور لگام سے تابع رہتا ہے اور صبر جاری رہتا ہے بیچ صابر کے ہر لحظ جیسے سانس بیچ انسان کے جاری رہتے ہیں۔ کس واسطے کہ یہ صابر محتاج ہے ساتھ صبر کے تمام منہیات ممنوعات ظاہری و باطنی سے یعنی ہر لحظ نفس کو ان سے روکتا ہے جیسے کسی نے دوہرہ کہا ہے۔

دوہرہ

ستی پتنگ او رسورماں ایک گھڑی کا کام
نت اٹھ من سے جھوجھنا بن کھانڈے سنگرام

اور علم دلالت کرتا ہے منہیات کو اور صبر قبول کرتا ہے ہٹنا اوس سے اور نفع نہیں دیتی ہے دلالت علم کے بغیر قبول صبر کے اگرچہ علم اوس کو ڈراتا ہے یعنی اگرچہ یہ جانتا ہے کہ بری بات ہے اور اوس کے کرنے سے معذب ہوؤں گا۔ مگر جب تک صبر نہ کرے گا کچھ فائدہ اوس

علم کا نہیں اور صبر و علم لازم و ملزوم ہیں جیسے کہ روح اور بدن مخلوط نہیں رہتا ہے اون سے ایک بغیر دوسرے کے۔ اور مصدر یعنی جگہ نکلنے اون کے کی قوۃ عقلیہ ہے اور یہ دونوں یعنی علم اور صبر نزدیک ہیں بسبب ایک ہونے مصدر کے۔ اور ساتھ صبر کے غالب ہوتا ہے اوپر نفس کے۔ اور ساتھ علم ترقی کے کرتا ہے طرف روح کے اور یہ دونوں برزخ اور جدا کرنے والے ہیں۔ روح اور نفس کے اس واسطے روح اور نفس اپنی اپنی جا رپہ مستقل ہیں اسی واسطے صریح، عدل اور صحبت اعتدال کی ہے واسطے قلب کے جبکہ صبر کیا غالب ہوا اوپر نفس اپنے کے اور پہونچا اوپر جذبہ قلب کے اور جس وقت کہ متحقق ہوا ساتھ علم کے باقی رہیں گے روح اوپر صفت اپنی کے یعنی ترقی کرے گی۔

پس اس میں صریح عدل ہے اور صحت ہر ایک کی بیچ مقام اپنے کے اس واسطے نقصان نہ ہوگا ایک سے دوسرے کو اور صحت اعتدال کے واسطے دل کی ہے واسطے عمارت آخرت کے اور دنیا کی اسی واسطے کہا ہے کہ بزرگی روح کی سبب اعتدال قلب کے ہے واسطے بدن کے۔ جیسے آیا ہے بیچ حدیث کے۔

ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ و اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ وھی القلب۔

یعنی بیچ بدن آدمی کے ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جس وقت کہ وہ اچھا رہتا ہے اچھا رہتا ہے تمام بدن اور جس وقت کہ فساد پڑ جاتا ہے اوس ٹکڑے گوشت میں فساد پڑ جاتا ہے تمام بدن میں وہ ٹکڑا گوشت کا دل ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک درمیان سے اٹھ کھڑا ہو میل کرے گا ایک اون سے ساتھ دوسرے کے۔ یعنی روح اور نفس آپس میں مل جاویں گے۔ یعنی پایا علم کو جب کہ وہ صبر میل کرے گا نفس روح سے پس وہ روح کو مکدر کر دے گا۔ اور غالب ہو جاوے گی ظلمت اوپر دل کے پس باطل ہو گی اعتدال قلب کی اور جس وقت کہ پاوے گا صبر کو بغیر علم کے میل کرے گی روح ساتھ نفس کے پس کس واسطے نہ ہو صبر جوہر عقل کا اور جوہر عقل کہ جوہر انسان کا ہے۔ اور اجر واسطے صابروں کے ہے بغیر حساب کے جیسے فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ کُلُّ اَجِیْرٍ اَجْرُہٗ بِحِسَابٍ واجر الصَّابِرِیْنَ بِغَیْرِ

پر اور کہا ہلاک کرے تیرے تئیں اللہ تعالےٰ کون سی چیز اشد ہے بیچ صبر کے نہ کہہ کہا سائل نے عن اللہ یعنی خدا سے صبر نہیں ہوتا۔ پس نعرہ مارا شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بمجرد سنتے ہی اس کلام کے اور قریب تھا کہ جان نکل جاوے۔

شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معنی عن اللہ کے یہ ہیں کہ اولٹا ہٹتا ہے بندہ اپنے مولا سے۔ از روئے حیا اور بزرگی حق کے بیچ اخص مقام مشاہدہ کے بسبب معلوم کرنے تعظیم امر تجلی کے یعنی بیچ وقت خاص مشاہدہ ذات کے حیا کرتا ہے بندہ ساتھ دیکھنے حقارت اپنے یعنی حق تعالیٰ کو بزرگ جانتا ہے اور اپنے کو حقیر اور رہ ہوتا ہے بصیرت اوس کی کو گلنا یعنی نہیں دیکھ سکتا ہے اور غائب ہوتا بیچ جگہ عجز کے اور چھپاتا ہے اپنے کو کبسبب معلوم کرنے بڑائی دیدار کے۔

پس روح صبر کرتی ہے مشاہدہ سے بد شواری۔ پس یہ اشد صبر ہے۔ کس واسطے کہ دل چاہتا ہے مداومت اس حال کی یعنی حقارت اپنی بزرگی ذات کی اور روح چاہتی ہے کہ مکتحل ہووے بصیرت اوس کے ساتھ پھر لے نور جمال کے جیسے نفس جھگڑتا ہے عام سے بیچ حال صبر کے یعنی صبر نہیں چاہتا ہے حظوظ اپنے سے اسی طرح روح نہیں چاہتی ہے صبر بغیر دیکھنے حق کے پس اشد صبر عن اللہ یہ ہے

اور یہی ہے صبر فی اللہ اور للہ اور باللہ۔
اور شیخ ابو الحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صابروں کی تین قسم ہیں
ایک متصبّر، اور ایک صابر، اور ایک صبّار،
متصبر وہ ہے کہ صبر کرے فی اللہ پس وہ متصبر کبھی صبر کرتا ہے، اور کبھی جزع کرتا ہے یعنے فریاد کر اٹھتا ہے۔
اور صابر وہ ہے کہ صبر کرے فی اللہ و للہ یہ جزع نہیں کرتا ہے۔ لیکن اوس سے اُمید ہے شکوے کی اور ممکن ہے کہ اوس سے جزع ہو جاوے گی۔
اور صبّار وہ ہے کہ صبر کرے فی اللہ اور للہ و باللہ پس اگر اوپر اوس کے تمام بلیات زمانہ کی وارد ہوئیں نہیں فریاد کرے گا۔ یعنی نہیں نکلے گا وہ فنا اپنی سے اور بقا اپنی سے اور یہ جہت حقیقت اور وجوب کی ہے بلا تغیر لاکن فریاد کرے گا جہت رسوم سے و جہت خلقت سے یہ وہ ہے کہ صبر کرتا ہے ساتھ اوس کے للہ۔
اور اشارہ کیا ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان صبر اور عدم صبر کے اور درمیان جزع اور تغیر کے طرف ظہور حکم یقین کا بیچ اس کے وہ کہ اقتضا کرتا ہے واسطے

فنا اور بقا کے کس واسطے کہ یہ دونوں موجب ہیں واسطے نہ ہونے جزع اور تغیر کے یعنی اس حال میں فزع نہیں کریگا اور جزع کرے گا۔ جس وقت کہ ظہور صفات بشریت کا ہوگا۔

اور حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امر کیا اللہ تعالٰے نے انبیاؤں کو ساتھ صبر کے۔ اور نصیب کیا حظ اعلیٰ صبر کا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس واسطے کہ ہونا صبر اون کے کا ساتھ خدا کے ہے نہ ساتھ نفس اپنے کے جیسے کہا ہے اللہ تعالٰے نے ---
وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

نقل ہے:۔ ایک شخص نے سوال کیا شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے صبر کا۔
پس شیخ شبلی رح کلام کرتا تھا کہ اوسی وقت کژدم نے ڈنگ مارا۔ پس شیخ شبلیؒ سوزن سے اوس ڈنگ کو چیرتا تھا۔
پس اوس شخص نے کہا کہ کس واسطے اس بچھو کو دفع نہیں کیا فرمایا شیخ شبلیؒ نے کہ حیا آئی مجھے حق تعالٰے سے کہ جس حال کا کلام کروں پھر اوسی کلام کی مخالفت

کروں۔

نقل ہے :۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حق تعالےٰ نے بزرگی دی مومنوں کو ایمان سے اور ایمان کو عقل سے اور عقل کو صبر سے۔

پس ایمان زینت مؤمن کی ہے اور عقل زینت ایمان کی اور صبر زینت عقل کی ہے۔

بیان پانچویں مقام کا

کہ نام اوس کا فقر ہے

معنی فقر کے یہ ہیں کہ حاجت ہووے کسی کو مال کی پس وہ زہد کرتا ہے بیچ ترک کرنے رغبت مال اور مرتبہ کے۔ اور ادنیٰ مقام فقر کا یہ ہے کہ کہا ہے ابن جلا رحمتہ اللہ علیہ نے۔

فقر وہ ہے کہ نہ ہووے نزدیک اس کے کوئی چیز کہ وہ جس کا محتاج ہو اور اگر ہووے نہ ہووے اس کے تئیں یعنی ملک اپنے سے باہر کر دے اور اوسط مقام

فقر کا یہ ہے کہ نہ ہووے تجھ کو حاجت سوائے حق کے یہاں تک کہ ہووے تو بے پرواہ ساتھ خدا کے ماسوا اوس کے سے پس ادنیٰ مقام میں جو پہلے ذکر ہوا ہے حاجت باقی تھی ساتھ غیروں کے اور اُس مقام میں حاجت نہیں ہے پس یہ فقر جملہ احوال سے ہے۔

جیسے کہا ہے کتانی رحمتہ اللہ علیہ نے جس وقت کہ صحیح ہووے فقر ساتھ خدا کے صحیح ہووے غنا ساتھ اوس کے کہ سوائے خدا کے پرواہ اور کی نہ رہے۔ کس واسطے کہ فقر اور غنا یہ دونوں حال ہیں تمام نہیں ہوتا ہے ایک اون سے مگر ساتھ دوسرے کے۔

اور اعلیٰ مقام فقر کا یہ ہے کہ آرام نہ ہووے اوس کو ساتھ نہ ہونے کسی چیز کے اور اگر کچھ ہووے تو خرچ کر دیویں اس کو یعنی اگر کچھ نہ ہو تو کسی سے سوال نہ کریں۔ اور اگر ہو تو خرچ کر دے رکھے نہیں۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر ہووے تو بے قرار ہو جاوے یعنی جب تک اس کو خرچ کرے نہیں آرام نہیں ہووے چنانچہ آیا ہے حدیث شریف میں صحیح بخاری شریف سے۔

عن عقبۃ ابن الحارث قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر فلما سلم قام سریعًا دخل علی

بعض نسائہ ثم خرج ورائی مافی وجوہ القوم من تعجبھم بسرعتہ فقال ذکرت وانا فی الصلوٰۃ تبرا عندنا فکرھت ان یمسی اویبیت عندنا فامرت تقسمۃ

یعنی روایت کرتے ہیں عقبہ بیٹے حارث کے کہ نماز پڑھی میں نے عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس جس وقت کہ سلام پھیرا کھڑے ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی سے اور گئے بعضے اپنی عورتوں کے پاس پھر اُلٹے آئے اور دیکھا حضرت نے بیچ چہروں آدمیوں کے کہ متعجب ہو رہے ہیں لوگ بسبب شتابی جانے حضرت کے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ یاد آیا مجھ کو بیچ نماز کے ایک ٹکڑا زر کا کہ نزدیک میرے تھا پس مکروہ جانا میں نے اوس کو کہ وہ رات تک رہے میرے پاس پس فرمایا میں نے واسطے خرچ کرنے اوس کے کے

نقل ہے

کہ حضرت دراج رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ میں جاروب دیتا تھا اپنے استاد کے مکان میں واسطے سرمہ دانی کے کہ گم ہو گئی تھی میں اوس کو ڈھونڈھتا تھا پس پایا مجھ کو اوس کوڑے میں ایک قطعہ زر کا۔ پس میں حیران ہوا کہ تارک کے مکان میں زر کے ٹکڑے کا کیا کام جس وقت کہ آیا استاد میرا۔ کہا

میں نے اوس کو کہ میں نے بیچ حجرہ تیرے کے ایک ٹکڑا
زر کا پایا ہے استاد نے کہا کہ ہاں میں نے بھی دیکھا تھا رکھدے
اوس کو حجرہ میں۔

پھر دوسری مرتبہ کہا کہ اوس کو بازار میں لیجا اور کچھ خرید
کر لا۔ پھر میں نے کہا کہ قسم ہے تم کو خدا کی کہ مجھ کو احوال اس
زر کا۔ کہو کہ تم تو تارک تھے یہ کس واسطے رکھا تھا۔ کہا اوس نے
کہ میں نے ساری عمر میں زر اور سیم سوائے اس ٹکڑے کے
نپایا ہے پس ارادہ کیا تھا میں نے کہ وصیت کروں گا میں کہ
اس کو میرے کفن میں سی دینا۔ تاکہ دن میں اللہ تعالےٰ کو کہ
تمام عمر میں یہی دیا تھا لے لے۔

اور حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فقر جیا
بزرگی کی ہے۔ اور لباس پیغمبروں کا اور شعار صالحوں کا
ہے۔

اور سہل عبد اللہ کہتے ہیں کہ فقر صادق وہ ہے کہ نہ
سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ بند کرے۔

ف یعنی علامت فقر صادق کی یہ ہے کہ نہ طلب کرے
خدا سے اور نہ غیر سے۔ لیکن خدا سے سبب استغنا اپنے کے
اللہ نے بخشی ہے نہیں اور طلب کرتا۔ اور غیروں سے اس وا
نہیں طلب کرتا کہ وہ غیر جانتا نہیں اور رد اس واسطے نہیں کر

کہ وہ معطی خدا کو جانتا ہے اور بندا اس واسطے نہیں کرتا۔ کہ وہ مستغنی ہے ساتھ معطی کے۔ عطا اس کے سے یعنی اوس کو اعتماد ہے کہ وہ دینے والا ہے۔

نقل ہے

ابو علی رودباری سے کہ کہتا تھا مجھ سے سوال کیا حضرت ذقاق رحمتہ اللہ علیہ نے اور پوچھا کہ یا ابا علی کس واسطے ترک کرتے ہیں فقرار لینے مبلغ کو یعنی فتوح کو بیچ وقت حاجت کے یعنی اون کو حاجت بھی ہوتی ہے لیکن قبول نہیں کرتے۔

ابو علی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کہا میں نے ذقاق کو۔ کہ یہ بے پرواہ ہیں ساتھ معطی کے عطا اوس کی سے کہا ذقاق نے سچ ہے لیکن میرے دل میں اور سوال آیا ہے۔ کہا کہہ۔ کہا اون کو نفع نہیں دیتا ہونا شی کا جس وقت کہ ہوتا ہے فاقہ اون کا واسطے حق کے اور نقصان نہیں کرتا فاقہ اون کا جس وقت کہ ہووے وجود اونکا ساتھ خدا کے۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ فقر وہ کہ وقوف حاجت کا اوپر دل کے ہووے اور وہ دور کرلے اوس حاجت کو دل سے واسطے حق کے۔

اور کہا ہے مستوخی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ فقیر وہ ہے کہ اگر

کچھ ہو تو مغرور نہ ہو اور اگر نہ ہو تو غم نہ کرے۔
اور یحییٰ معاذ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ اگر مستغنی ہووے ساتھ خدا کے اوس حالت میں کہ اوس کے پاس کچھ بھی نہ ہووے۔
اور ابوبکر توسی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدت تک سوال کرتا تھا میں یعنی یاروں سے بیچ مقدمہ معنی اختیار کرنے فقر کے اوپر تمام چیزوں کے پس ہر کوئی جواب دیتا تھا مگر تسلی نہیں ہوتی تھی پیچھے سوال کیا میں نے نصر بن حمامی سے اوس نے کہا کہ یہ اول منزل توحید کی ہے پس تسلی ہوئی میری۔

نقل ہے

ایک شخص نے فقر کے معنی ابن جلا رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا وہ چپ ہو گئے پھر نماز پڑھی اور بیچ حجرہ کے گئے پھر آئے اور جواب دیا۔ اور کہا کہ میرے پاس ایک درم تھی اوس کو میں خرچ کر کے آیا ہوں شرم آئی مجھ کو خدا سے کہ کلام فقر کا کروں۔ اور میرے پاس کچھ شئی ہو۔
اور ابو بکر بن طاہر کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ نہ ہووے رغبت بیچ دل اس کے کسی چیز کی اور اگر ہووے نہ تجاوز کرے رغبت اس کی کفایت اس کی سے یعنی جس قدر

حاجت ہووے اتنی میں رغبت کرے۔

شیخ فارس کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے کئی درویشوں کو بھوکے اور اثر بیقراری بھوک کا اوپر اون کے ظاہر تھا پس کہا میں نے کہ کس واسطے، سوال نہیں کرتے ہو تا کوئی تم کو طعام دے کہا ڈرتے ہیں ہم کہ اگر سوال کریں اور دے نہیں تو گناہگار ہوں۔

بیان چھٹا مقام کا

کہ نام اُوس کا شکر ہے

شکر اوس کو کہتے ہیں۔ کہ پہچانے نعمت کو نعمت دینے والے سے یعنی بزرگوں نے کہا ہے کہ شکر اوس کو کہتے ہیں کہ غائب ہووے نعمت سے ساتھ دیکھنے منعم کے کس واسطے کہ نہ دیکھے گا منعم کو جب تک کہ شکر نہیں کرے گا بلکہ دیکھے گا نعمت میں منعم کو پس غائب ہو گا شکر سے بیچ توحید اوسکی کے یہ اعلیٰ مقام ہے شکر کا اور اوسط مقام شکر کا یہ ہے۔ جیسے کہا ہے یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے شاکر جب تک کہ شکر کرے اور نہایت شکر کا حیرت ہے کیونکہ

شکر بھی خود نعمت ہے۔ پس اس پر بھی شکر لازم ہے اور وہ شکر بھی نعمت ہے اوس پر بھی پھر شکر لازم ہے۔ نہایت حیرانی ہے۔ پس یہ حیرانی عین شکر کا مقام ہے

جیسے حکایت ہے:۔ ایک دن حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ السلام نے حضرت حق تعالےٰ سے عرض کیا کہ الٰہی کیونکر شکر کروں میں تیرا طاقت شکر نے تیرے کی نہیں رکھتا ہوں مگر تو قوت شکر کی دے گا جب شکر ادا ہوگا۔

پس فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اگر اقرار اپنے عجز شکر کا کیا۔ اور حیران رہا تو بیچ شکر کے یہ مقام عین شکر کا ہے کس واسطے کہ حقیقت شکر کی پہچاننا نعمت کا منعم سے ہے پس جس وقت کہ پہچانے تمام نعمت منعم سے۔

پس یہی ہے حقیقت شکر کی اور اولیٰ مقام شکر کا یہ ہے کہ ظاہر کرے شکر نعمت کا اور شمار کرے نعمتوں کا۔ کہ یہ نعمتیں تونے دی ہیں

پس اس کو ظاہر کا شکر کہتے ہیں۔

اور باطن کا شکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے مدد مانگے اون نعمتوں سے اوپر طاعت اس کی کے۔ اور پرہیز مانگے بچنے گناہوں سے پس یہی ہے شکر نعمت کا جیسے کہ آیا ہے بیچ

حدیث شریف کے قال علیه السلام اول من یدعیٰ الی الجنة یوم القیٰمة الذین یحمدون اللہ فی السرّآء والضرّآء۔

یعنی اول بلائے جاویں گے طرف جنت کے دن قیامت کے وہ لوگ جو شکر کرتے ہیں بیچ دکھ کے اور سختیوں کے اور آیا ہے بیچ حدیث شریف دوسری کے۔

قال علیه السلام من ابتلیٰ فصبر و أعطی فشکر وظلم فاستغفر قیل فما باله قال اولئک لهم الامن وهم مهتدون

یعنی فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مبتلا ہووے ساتھ کسی بلا کے پس صبر کرے اور جو نعمت کہ اوس کو ملی ہے اوس پہ شکر کرے اور اگر کسی نے ظلم کیا ہو اوس پہ پس معاف کر دے اور جو آپ نے کسی کو ستایا ہو بخشا دے پھر پوچھا اصحابوں نے کہ کیا درجہ ہوگا اس کا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ واسطے اون کے امن ہے اور وہی ہیں ہدایت کیے گئے۔

اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فرض شکر کا یہ ہے کہ اقرار نعمت کا کرے ساتھ دل

اور زبان کے اور آیا ہے بیچ حدیث شریف کے کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ۔ یعنی سب ذکروں سے بڑا ذکر کلمہ طیب کا ہے اور سب دعاؤں سے بہتر دعا الحمد للہ ہے۔

اور بعضے علماؤں نے معنی اس آیت کے کئے ہیں وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔

یعنی کرے اوپر تمہارے نعمت ظاہر کی اور باطن کی مراد نعمت ظاہر سے معاف کرنا گناہوں کا۔ اور فراخی رزق کی ہے اور نعمت باطن سے مراد بلیات اور فقر کی ہے یہ نعمت اُخروی ہے۔

کس واسطے کہ واجب ہوتا ہے اوپر اوس کے اُن بلیات اور فقر سے جزا اور درجہ۔

پس حقیقت شکر کی یہ ہے کہ دیکھے تمام دکھ اور سکھ کو جو اوس کی تقدیر میں اللہ تعالےٰ نے لکھا ہے نعمت حق کی طرف سے لیکن جو چیز کہ دین میں تیرے نقصان کرے اوس کو نعمت نہ جانے۔ کس واسطے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو نہیں دی ہے۔ بندہ مؤمن کوئی چیز کہ وہ اس کے حق میں نعمت نہیں ہے۔ لیکن جو نعمت کہ دنیا میں دی ہیں ان کو تو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کس واسطے کہ وہ ظاہر ہیں اور

نعمت باطن کی بیچ آخرت کے ہیں یعنی درجہ اور اجر ہیں عوض اُن دکھوں کے جو دنیا میں اوس نے پائے ہیں یا بخشش گناہوں کی ہے واسطے عاموں کے۔ پس جانا تونے کہ اللہ تعالےٰ اشفق ہے اوپر تیرے تجھہ سے اور جانتا ہے اوس مصلحت کو جو تیرے حق میں بہتر ہے وہی کرتا ہے لیکن تو نہیں جانتا ہے اور جو چیز کہ تجھ کو حق تعالےٰ نے دی ہے تیرے حق میں وہ نعمت ہے خواہ ضرر ہو یا آرام ہو پس اوس پر شکر کرے۔

بیت

بدُرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ ہرچہ ساقئ ما ریخت عین الطاف است

بیان ساتوین مقام کا

کہ نام اُوسن کا خوف ہے

خوف معنی ڈر کے ہیں آیا ہے بیچ حدیث شریف کے کہ راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی سر تمام حکمتوں کا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔

اور آیا ہے بیچ حدیث شریف دوسری کے۔

انہ قال کان داؤد النبی علیہ السلام یعودہ الناس یظنون ان بہ مرضا وما بہ مرضا الا خوف اللہ تعالیٰ والحیاء منہ۔

یعنی تحقیق فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ رہتے تھے حضرت داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایسے کہ پوچھتے تھے آدمی اون کو اس گمان سے کہ تحقیق یہ مریض ہے اور نہیں تھا اوس کو مرض مگر خوف اللہ تعالےٰ کا تھا اور حیا اوس سے۔

اور عمر دمشقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خائف یعنی ڈرنے والا وہ ہے کہ خوف کرے اپنے نفس سے زیادہ خوف شیطان سے۔

اور بعضے بزرگان کہتے ہیں کہ خائف اوسے نہیں کہتے ہیں کہ رووے اور آنکھوں کو ملے۔ لیکن خائف وہ ہے کہ ترک کرے اوس چیز کو جس سے ڈرتا ہے کہ اس کے کرنے سے عذاب ہوگا۔

اور بعضے بزرگان کہتے ہیں کہ خائف وہ ہے کہ نہ ڈرے واسطے اپنے نفس کے کہ میں معذوب ہوں گا بلکہ ڈرے از روئے جلال و بزرگی حق کے یعنی اوس کی بے فرمانی ہونے

سے ڈرے۔

اور سہل عبداللہ کہتے ہیں کہ خوف مانند مرد کے ہے اور رجا مانند عورت کے پس ان دونوں سے پیدا ہوئی ہے حقائق ایمان کی جیسے فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللهَ یعنی تحقیق وصیت کری تھی اون لوگوں کو دی ہم نے کتاب پہلے تمہارے سے اور نصیحت کرتے ہیں ہم تم کو یہ کہ ڈرو تم اللہ تعالےٰ سے۔

ف کہتے ہیں کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہے کہ مدار تمام امر کا اوپر اس کے ہے

اور کہتے ہیں کہ جمع کری اللہ تعالےٰ نے واسطے خائفوں کے وہ چیزیں کہ جدی جدی کری ہیں واسطے مومنوں کے وہ یہ ہیں۔ ہدایت اور رحمت اور علم اور رضوان فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ای خائفون یعنی ہدایت ہے اور رحمت واسطے اون لوگوں کے جو رب اپنے سے ڈرتے ہیں اس آیت سے واسطے خائفوں کے ہدایت اور رحمت فرمائی۔

اور دوسری آیت یہ ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ یعنی بدرستی ڈرتے ہیں اللہ تعالےٰ سے بندے اس

کے جو عالم ہیں اس جگہ اون کو عالم کہا۔

اور تیسری آیت شریفہ یہ ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۔ یعنی راضی ہے اللہ تعالےٰ اون سے اور وہ راضی ہیں اللہ تعالےٰ سے یہ درجے ہیں واسطے اون کے جو ڈرتے ہیں رب اپنے سے۔ اس سے رضوان یعنی رضامندی حق کی ثابت ہوئی۔

اور سہل عبداللہ کہتے ہیں کہ کمال ایمان کا ساتھ علم کے ہے اور کمال علم کا ساتھ خوف کے۔

اور دوسرے پھر کہا ہے کہ علم کسب ایمان کا ہے اور خوف کسب معرفت کا یعنی علم سے ایمان پیدا ہوتا ہے اور خوف سے معرفت۔

اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محب نہیں ہووے گا پیالہ محبت کا جب تک نہیں بجھے گا دل اوس کا آگ خوف سے۔

اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی تجھ سے سوال کرے کہ تو خدا سے ڈرتا ہے تو تو خاموش ہو جا۔ کس واسطے کہ اگر انکار کرے تو کافر ہو جاوے اور جو اقرار کرے تو جھوٹا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وصف تجھ میں جو وصف ہوتے ہیں خائفان حق میں۔

بیان آٹھویں مقام کا

کہ نام اُوس کا رجا ہے

معنی رجا کے آرام دل کا ہے ساتھ امید کے اور ادنیٰ مرتبہ رجا کا توقع نجات کی ہے ساتھ ایمان کے جیسے آیا ہے بیچ حدیث قدسی کے قال علیہ السلام یقول اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اخرجوا من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من الایمان۔ یعنی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

حکایت اللہ جل جلالہ کہ فرماویں گے اللہ تعالیٰ نکلو تم دوزخ سے جو شخص کہ ہووے بیچ دل اوس کے مقدار دانہ رائی کے ایمان۔

ثم یقول اللّٰہ تبارک وتعالیٰ وعزتی وجلالی لا اجعل من اٰمن بی فی ساعۃ من لیل او نہار کمن لم یؤمن بی

پھر کہیں گے اللہ تعالیٰ قسم ہے عزت اور بزرگی میری

کی ۔ نہیں کروں گا حال اوس شخص کا جو میرے پہ ایمان لایا ہے بیچ ایک ساعت کے۔ یعنی ایک ساعت بھی مجھ کو وحدہ لاشریک سمجھا۔ مانند اون لوگوں کے جو نہیں ایمان لائے اور یہ میرے اوسط مرتبہ رجا کا یہ ہے۔

جیسے آیا ہے بیچ حدیث شریف کے جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من یلی حساب الخلق فقال اللہ قال ھو بنفسہ قال نعم فتبسم الاعرابی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما ضحکت یا اعرابی فقال ان الکریم اذا قدر عفی واذا حاسب سامح فقال علیہ السلام خدوہ من غیر فقیہ۔

یعنی آیا ایک اعرابی پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سوال کیا اوس نے یہ کہ کون لے گا حساب خلق کا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کہا اوس نے کہ وہی خود آپ لے گا۔ فرمایا حضرت نے کہ ہاں پیچھے ہنسا اعرابی۔ پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ہنسا اے اعرابی کہا اُس نے تحقیق کریم جس وقت کہ اندازہ کرتا ہے۔ بخشتا ہے اور جس وقت کہ حساب کرتا ہے معاف فرماتا ہے۔ پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ پکڑو اس سخن کو غیر فقیہ سے یعنی اس بات کو سند پکڑو اس سے اگرچہ یہ فقیہ نہیں ہے۔

اور شاہ کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامت رجا کی یہ ہے کہ خوب طرح بندگی کرے یعنی ایسا امیدوار نہ ہو کہ بندگی تو چھوڑ دے۔ اور اس کے آس پاس بیٹھ جاوے بلکہ یہ رجا ہے کہ بندگی خوب کرے اور امیدوار اوس کا رہے یعنی بندگی کا بھروسہ نہ کرے والا ہوگا حال اس کا ایسا جیسے منتظر غلہ کا ہو بغیر زراعت کے اور اعلیٰ مرتبہ رجا کا یہ ہے کہ دیکھے جلال حق کو عین جمال پس دیکھے گا اس حال میں قہر حق کو عین لطف اوس کا از روئے ذات کے یعنی نظر اوس کی اوپر ذات کے ہوگی نہ اوپر قہر اور لطف اوس کے کس واسطے کہ یہ دونوں صفات اس کی ہیں پس نظر اُس کی اوپر ذات حق کے ہوگی۔ نہ اوپر فعلوں اوس کے۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ رجا فنا راجی کی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ مرتبہ رجا کا، قرب دل کا ہے ملاطفت رب کی سے۔ پس دیکھے گا اس حالت میں لطف حق کا اوپر تمام کے خواہ ثواب ہو یا عذاب ہو۔ یعنی ثواب اور عذاب ان دونوں کو عین عنایت حق کی جائے گا۔ کس واسطے کہ جو محبوب کی طرف سے عنایت

وہ علین لطف اس کا ہے پس لائق نہیں ہے کہ خالی رہے خوف سے از روئے رجا کے یعنی دونوں ہوویں اور نہ جیسے ایک کو دوسرے پر بلکہ برابر ہوویں خوف اور رجا۔

جیسے کہا ہے ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ الخوف والرجاء کجناحی الطائر اذا استویا استوی الطائر۔ یعنی خوف اور رجا دونوں مانند دو بازو جانور کے ہیں واسطے وصل حق کے۔ جس وقت کہ برابر ہوئیں برابر اڑے گا جانور یعنی ایک بازو سے نہیں اڑا جاتا ہے،

اور حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رجا راحت قلب کے ساتھ دیکھنے کرم حق کے۔ پس یہ رجا والا لذت پاوے گا اس وجہ سے ساتھ درد غم کے بلکہ درد غم اور آرام برابر ہوگا نزدیک اُس کے۔

جیسے کہا ہے مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر وزن کریں خوف اور رجا مومن کو البتہ برابر ہوگا۔ اور خوف اور رجا یہ دو بازو ایمان کے ہیں نہ ہوگا خائف مگر اوس کو رجا ہوگی اور نہ ہوگا راجی مگر اوس کو خوف ہوگا۔ کس واسطے کہ موجب خوف کا ایمان ہے اور ساتھ ایمان کے رجا ہے اور موجب رجا کا ایمان ہے اور ایمان سے ہی خوف ہوتا ہے اوپر اس بات کے۔

حضرت لقمان حکیم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے
کہ اوس نے کہا تھا باپ اپنے کو کہ خوف کرہ خدا سے اور بے ڈر
نہ ہو عذاب اس کے سے امید کرہ زیادہ خوف اپنے سے پس
کہا باپ اس کے نے کہ دل تو میرا ایک ہے یہ دونوں ایک
دل میں کہاں رہیں گے ایک دل میں دو نہیں سماتے ہیں
پھر کہا لقمان حکیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہ آیا نہیں جانتا ہے تو کہ
مؤمن مانند دو قلبین کے ہے۔ خوف کرتا ہے ایک سے
اور رجا رکھتا ہے ایک سے کس واسطے کہ یہ دونوں حکم
ایمان سے ہیں۔

جیسے آیا ہے حدیث شریف میں الایمان بین
الخوف والرجاء یعنی ایمان درمیان خوف اور رجا کے
ہے۔

بیان نویں مقام کا

کہ نام اوس کا توکّل ہے

معنی توکل کے اعتماد دل کا ہے اور تسلی دینا نفس
اوپر فعل حق کے ہے اور ادنیٰ مقام توکل کا یہ ہے جو شیخ

سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل نکل آنا حول اور قوۃ نفس اور اپنے سے ہے یعنی کسب اور تقاضائے نفس سے نکل آوے اور اوسط مقام توکل کا یہ ہے جو شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل وہ ہے کہ ہووے تو واسطے خدا کے ایسا کہ نہیں تھا تو جب ہووے گا واسطے تیرے اللہ تعالےٰ۔

ف یعنی اعتقاد کرے کہ اختیار نہیں ہے میرا ساتھ کسی چیز کے حتیٰ کہ کرے توکیل اللہ کو بیچ اوس کے۔ اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ میں نہیں ہوں بلکہ خدا ہے پس خیال کرے اوپر عدم کے یعنی ہستی اپنی کا جیسے اوّل عدم تھا۔ بیچ ازل کے۔ اور اعلیٰ مرتبہ توکّل کا یہ ہے۔

کہ حضرت سہل عبداللہ فرماتے ہیں کہ واسطے ہر مقام کے مونھ ہے اور پیٹھ ہے۔ مگر توکل کہ اوس کے مونھ ہی ہے پیٹھ نہیں ہے کس واسطے کہ یہ توجہ ہی طرف حق کے نہیں ہے طرف غیر حق کے۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے توکل عنایت کی۔ توکل کفایت کو نہیں چاہتے۔ مراد توکل عنایت سے تجلی ذاتی کی، ہے جس سے فانی ہوتا

ہے اپنے سے اور غیر سے یعنی آپ کو اور غیر کو بھول جاتا ہے۔ اور باقی ہوتا ہے ساتھ حق کے اور توکل کفایت کی یہ ہے کہ حاصل کرے کوئی چیز کہ وہ کافی ہووے واسطے نفس اس کے کس واسطے کہ نفس دیکھے گا کسی چیز کو پھر مانگے گا اوس کو اور اللہ تعالےٰ نے توکل کو نزدیک کیا ہے ساتھ ایمان کے قولہٗ تعالیٰ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین۔ یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس توکل کرو تم اگر ہو تم مومن۔

پس یہ آیت اشارہ ہے ساتھ توحید کے واسطے اہل فنا کے یعنی خدا ہی پر توکل کرو یعنی اوس ہی کو موجود جانو۔ اور سوائے اس کے سب کو بھول جاؤ اگر مومن ہو تو۔

اور دوسری آیت یہ ہے قولہ تعالیٰ وَعَلَى اللّٰہِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی اللہ کے اوپر توکل ہے مومنوں کا۔ یہ آیت مخصوص ہے واسطے اہل بقا کے یعنی اللہ ہی کو جانتے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو فنا کیا ہے۔

اور آیت تیسری یہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ لنبیہ فَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔ یعنی اے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس توکل کر اوپر باقی کے وہ کوئی کہ نہیں ہے اوس کو فنا۔ یہ آیت اشارہ ہے اوپر بقاء البقا کے۔

اور کہتے ہیں ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کہ توکل کہتے ہیں ترک کرنا تدبیر نفس کو اور باہر آنا حول اور قوت اپنی سے یعنی کسب اپنے سے یہ توکل بھی اوسط مقام میں داخل ہے۔

اور دقاق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توکل اوس کہتے ہیں کہ رد کرے عیش کو اور نہ کرے غم دوسروں کا یہ فنا ہے فعل اپنے سے بیچ فعل اپنے کے یعنی تحقیق جانے کہ اللہ تعالیٰ دے گا پس غم دوسروں کا نہ کرے۔

اور ابو بکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ صدق انکسار اور افتقار کرے ساتھ حق کے اور جدا نہ کرے اس توکل کو کسی وقت اور نہ التفات کرے طرف توکل اپنے کے ایک لحظہ بیچ عمر اپنی کے۔

ف یعنی عجز تمام کرے قیام عبادت اپنی سے اندروئے عدمیت کے یعنی مجھ سے کچھ عبادت نہیں

ہوتی یہاں تک کہ نہ مانگے مقام بڑا احمق سے اور نظر کرے اوپر اس کے کہ وہ نہ دے گا۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ جو کہ ارادہ کرے توکل کا پس لازم ہے کہ کھودے قبر واسطے نفس اپنے کے اور مدفون ہووے بیچ اس کے اور بھول جاوے دنیا کو اور اہل دنیا کو کس واسطے کہ توکل وہ ہے کہ نہ ٹھہر سکے اوپر اوس کے کوئی خلق سے یعنی کمال مرتبہ توکل پر مشکل ہے ٹھہرنا۔

اور سہل عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اوّل مقام توکل یہ ہے کہ ہووے بندہ بیچ ہاتھ خدا کے مانند مردہ کے بیچ ہاتھ غسال کے پھیرتا ہے اوس کو جدھر چاہے اور نہ ہو اوس کو تدبیر اور حرکت۔

اور سہل عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ پھر دوسری بار فرماتے ہیں کہ علم دروازہ عبادت کا ہے اور عبادت دروازہ ورع کا ہے۔ اور ورع دروازہ زہد کا ہے اور زہد دروازہ توکل کا ہے

پس جان کہ علم ایک قسم ہے عبادت سے اس واسطے کہ علم کہ وہ علم معرفت کا عبادت قلبی ہے۔

اور عبادت ایک قسم ہے ورع سے اس واسطے

کہ جب تک منہیات سے پرہیز نہ کرے عابد نہ ہووے۔

اور ورع ایک قسم ہے زہد سے کیونکہ جو دنیا میں زہد نہ کرے اوس سے پرہیزگاری نہ ہوگی حرام چیزوں سے۔

اور زہد ایک قسم ہے توکل سے کیونکہ جو کہ توکل نہ کرے زہد نہ کرے گا بیچ دنیا کے اوپر وعدہ حق کے جو آخرت واسطے کئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ تقویٰ اور یقین مانند دو پلہ ترازو کے ہیں اور توکل مانند زبان اس کے ہے۔ یعنی مانند چوٹی اس کی کے ہے کہ اوس سے پکڑ کر تولتے ہیں۔

پس پہچانتے ہیں اوس سے زیادتی اور نقصان اور کمی اون دونوں کی۔ یعنی کمی بیشی تقویٰ اور یقین کی اور توکل سے جانی جاتی ہے

اور تقویٰ سے مراد ترک کرنا مقتضیات شہوات کا ہے اوپر وعدہ حق کے اور یقین کرتا ہے کہ وہ فاعل واحد ہے اور حکیم اور علیم اور رؤف ہے پس اوس پر توکل کرتا ہے اوپر اندازہ یقین کے یعنی جتنا اوس کا یقین کامل ہے۔ توکل اوس سے نادر تر

ہے۔
پس غائب ہوگا بیچ روبیت وکیل کے روبیت توکل سے یعنی اوس کی نظر طرف خدا کے ہوگی۔ توکل یہ نہ ہوگی اور یہ توکل سوائے معرفت کے حاصل نہ ہوگا کس واسطے کہ قوت معرفت کی فائدہ دیتی ہے۔ خرچ کرنا ساتھ عدل کے بیچ قسمت کے کیونکہ قسمت دی گئی ہے اور یہ اندازہ استعداد اہل قسمت کے از روے شغل کے اور بدایہ ہی کے اور تحقیق نظر اوپر غیر کے سبب ہوتے جہل کا ہے۔ جو اوس کے نفس میں بھرا ہوا ہے اور کبھی کبھی ظاہر ہوگی کوئی چیز کہ خراب کرے گی توکل اوس کے کو۔
پس یہ دیکھے گا اوس خرابی کو نفس کی طرف سے پس جان کہ نقصان توکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بسبب ظہور نفس کے اور کمال توکل کا ثابت ہوتا ہے ساتھ غائب ہونے نفس کے۔ اور واسطے قوی عارفوں کے شمار نہیں ہے واسطے صحیح ہونے توکل اون کے کے بدرستی شغل اون کا بیچ غائب کرنے نفس کے ہے ساتھ تقویت دل کے۔
پس جس وقت کہ غائب ہوتا ہے نفس جہل دفع

ہو جاتا ہے پس صحیح ہوتے ہی توکل اور عارف نہیں
دیکھتا ہے توکل کو اور جس وقت کبھی کبھی نفس حرکت کرتا
ہے اون پر بس وارد ہوتا ہے اوپر اون کے بعد
اس آیت بقیہ کا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ
مِنْ شَیْءٍ۔ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے اون کو جو
چاہتے ہیں۔ سوائے اوس کے کسی شئی سے۔
ف یعنی سوائے حق تعالیٰ کے جو موجود سمجھتے ہیں
اللہ تعالیٰ جانتا ہے پس غالب ہوتی ہے اوپر انہوں
کے ہستی حق اوپر اعیان اور اکو ان کے اور دیکھیں گے
کون کو ساتھ خدا کے سوائے استقلال کون کے بنفس خود
یعنی تمام موجودات کو قائم بالذات دیکھیں گے پس
ہوگا توکل لاچار اور خراب نہ کرے گا وہ خطرہ انسانی
اس متوکل کو جیسے خراب کرتا ہے توکل معیفوں کو توشی
ہونے اسباب اور وسائط کے اس واسطے کہ عارف
دیکھتا ہے اسباب اور وسائط کو موت۔ نہیں ہے
حیات اوس کو مگر ساتھ وکیل کے یعنی ساتھ خدا کے
اور یہ توکل خاص اہل معرفت کی ہے۔
ف یعنی عارفوں کو جس وقت کہ خیال نفسانی آجاتا
ہے اوس وقت وہ آیت مذکورہ اون کو یاد آجاتی ہے

پس اس خطرہ کو عین حق سمجھتے ہیں۔ جیسے کہا ہے
شیخ مدین مغربی نے جو شیخ محی الدین ابن عربی کے
پیر ہیں قدس اللہ اسرارہم۔

شعر

لا تنکر الباطل فی طورہ
فانہ من بعض ظہوراتہ

یعنی نہ انکار کر باطل کا بیچ طور اس کے کیونکہ
وہ بھی بعضے ظہور اس کے سے ہے۔

بیان دسویں مقام کا

کہ نام اوس کا رضا ہے

بعضے بزرگوں کے نزدیک آخر مقام سالکوں کا یہی
رضا ہے۔
اور ادنیٰ مرتبہ رضا کا یہ ہے۔ جو حضرت حارث
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آرام پکڑے دل نیچے حکم
حق کے۔ غم اور دکھ سے اور جزع و فزع نہ کرے

اور اوسط مقام رضا کا یہ ہے جو ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا اوسے کہتے ہیں کہ جو بلا اور دکھ اور سکھ قضا الٰہی سے اوس کو پہنچے یہ دل میں خوش ہو وئے یہ افضل ہے اول مرتبہ سے کس واسطے کہ اس میں اوپر فعل محبوب کے۔

نقل ہے

کہ ایک روز حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے تھے اور کہتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنَّا یعنی یا الٰہی راضی ہو جا ہم سے۔

پس کہا حضرت بی بی رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے کہ آیا حیا نہیں کرتا ہے تو کہ رضا مانگتا ہے اوس سے کہ تو اوس سے راضی نہیں ہے۔ یہ بات اشارہ ہے اس پہ کہ برابر ہو وے نزدیک تیرے مصیبتیں اور خوشی اور نعمت جو اللہ تعالیٰ نے واسطے نیک تدبیر اپنی کے تجھے دی ہیں اور یہ رضا موجب رضوان حق کا ہے۔ اور یہ اعلےٰ مقام رضا کا ہے۔

اور کہتے ہیں حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ جس وقت کہ یہ اہل رضا متصل ہووے ساتھ رضوان حق کے یعنی ساتھ مرضی حق کے متصل ہوگا ساتھ طمانیت کے اور مستجمع ہوگا واسطے ہر مقامات کے۔ یعنی تمام مقام دئے جاویں گے اوس کو اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوگا۔

پس خوشخبری ہو جو اور نیک بازگشت واسطے اوس کے اس واسطے فرمایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ۔ یعنی چکھا ذائقہ ایمان کا اوس شخص نے جو راضی ہوا ساتھ خدا کے۔ کس واسطے کہ یہ رضا ذائقہ طعام ایمان کا ہے اور نہایت مقام یہی رضا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ تعالیٰ بحکمتہ جعل الروح والفرح فی الرضاء والیقین وجعل الھم والحزن فی الشک والسخط۔ یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ نے ساتھ حکمت کاملہ اپنی کے کیا ہے راحت اور خوشی کو بیچ رضا اور یقین کے۔ اور کیا ہے غم اور اندوہ کو بیچ شک اور روگردانی کے۔

ف کس واسطے کہ اس رضا سے مدام بیچ خوشی اور راحت کے رہے گا۔ دو جہان میں اگرچہ اوس کو غم اور اندوہ اور بلائیں پونچی ہیں۔ مگر یہ تو راضی ہیں اوس پر اور جانتا ہے کہ میرے محبوب کی طرف سے آیا ہے جیسے کہا ہے۔

بیت

چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے
راضی ہیں ہم اسی سے جو وہ دلربا کرے

اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رضا صحت علم کی ہے وہ علم کہ حاصل ہوتا ہے طرف دل سے یعنی علم معرفت کا۔ پس جس وقت کہ بشارت پائی دل نے حقیقت علم سے لاوے گا وہ دل کو طرف رضا کے اور نہیں ہیں رضا اور محبت مانند خوف اور رجا کے کیونکہ یہ دونوں یعنی رضا اور محبت حال ہیں کہ جدا نہ ہوویں گے بندہ سے بیچ دونوں جہاں کے کیونکہ جنت میں بھی رضا اور محبت ساتھ خدا کے رہیں گی۔

اور ابن عطار رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رضا آرام پکڑنے دل کو کہتے ہیں اوپر اوس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اختیار کری ہے واسطے بندوں اپنے کے بیچ روز

ازل کے پس افضل ہے واسطے اوس کے اور لازم ہے کہ راضی ہووے اوپر اوس کے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور یہی ترک اعتراضی ہے۔

اور حضرت ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نہ پاوے گا مقام رضا کا خدا سے وہ شخص جب تک کہ بیچ دل اوس کے کے قدر دنیا کی ہو گی۔ کس واسطے کہ رضا اخلاق مقربیوں سے ہے اور اس کے دل میں قدر دنیا کی ہے پس یہ بغیر دنیا کے راضی نہ ہو گا۔

اور شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیز اخلاق مقربین سے ہے

۱۔ ایک تو رضا خدا سے بیچ اوس چیز کے کہ نفس راضی ہو یا نہ ہو۔ کس واسطے کہ معترض مکروہیت سے نفس جاہل ہے ساتھ اسرار افعال حق کے۔

۲۔ اور دوسرا خلق حب ہے یعنی دوستی اوس چیز سے کرے جس سے محبت حق کی پیدا ہووے۔

۳۔ اور تیسرے حیا ہے خدا سے بسبب قریب ہونے اوس کے یعنی حیا کرے کہ حق میرے نزدیک ہے اور مجھے دیکھتا ہے پس شرم کرتا ہے گناہ کرنے سے۔

۴۔ اور جو تھے اُنس ہے ساتھ حق کے اور وحشت ماسوی اللہ سے۔ اور یہ اُنس پیدا ہوتی ہے وحشت ماسوی اللہ سے کیونکہ جس دل میں کہ حق ہووے۔ غیر نہیں سماتا ہے۔

اور حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل رضا تمنا۔ نہیں کرتا ہے کسی چیز کی اوپر منزل رضا سے کیونکہ یہ اعلیٰ مقام سے ہے۔

اور حضرت ابن شمعون رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا کے تین مرتبہ ہیں۔

ایک تو رضا بحق ہے یعنی راضی ہووے ساتھ حق کے از روئے مدبر اور مختار کے یعنی وہ نیک تدبیر کرنے والا ہے اور جو اختیار اُس نے کیا اوس پر راضی ہووے۔

ایک رضا عنہ ہے یعنی جو قسمت کیا اور دے دیا اوس پر راضی ہووے۔

اور ایک رضا لہٗ ہے از روئے الوہیت اور ربوبیت کے۔ یعنی اس کو معبود اور پروردگار سمجھ کر اوس سے راضی ہووے۔"

نقل ہے

کہ کسی شخص نے حضرت ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آیا جائز ہے کہ بندہ راضی اور معترض ہووے یعنی یہ دونوں صفت ایک میں ہوویں۔ اور فرمایا البتہ حق سے راضی ہووے اور معترض نفس اپنے سے اور بیزار ہووے اوس سے کہ جن کی صحبت سے خدا سے غافل ہووے۔

نقل ہے

کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ فقر مجھے پیارا لگتا ہے غنا سے اور بیماری پیاری لگتی ہے صحت سے۔

فرمایا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رحمت کرے! حق تعالیٰ اوس پہ کہ خوب کہا ہے لیکن نزدیک میرے یہ ہے کہ تکیہ کرے اوپر نیک اختیار حق کے یعنی جو حق نے دے دیا اوس پہ راضی ہووے نہ آرزو کرے ہیچ غیر حال اختیار حق کے۔

اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بیٹھا اوپر
بچھونے رضا کے نہ پاوے گا مگر وہی اللہ تعالے سے
کبھی ہرگز اور جو کہ بیٹھا اوپر بچھونے سوال کے نہ ہوگا
کبھی راضی حق سے بیچ ہر حال کے۔

اور کہا ہے حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تمام کام
رجوع کرتے ہیں طرف اون دو اصل کے۔ وہ
یہ ہیں۔

ایک تو فعل حق کا واسطے تیرے۔
اور دوسرا فعل تیرا واسطے حق کے۔
پس راضی ہووے اوپر فعل حق کے اور خالص
ہووے بیچ فعل اپنے کے یعنی عمل خالص واسطے
حق کے کرے۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ نہ نادم ہووے
فوت ہونے کسی چیز دنیا سے اور نہ افسوس کرے
گم ہونے اوس کے سے۔

نقل ہے

کہ ایک شخص نے سوال کیا حضرت یحییٰ معاذ رضی اللہ
عنہ سے کہ کون سے وقت پہنچتا ہے۔ بندہ بیچ مقام

رضا کے۔

فرمایا کہ جس وقت کہ قائم ہووے نفس اوس کا اوپر چار چیز کے کہ عمل کرے وہ ساتھ اوس کے۔

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ کہے کہ الٰہی اگر کچھہ دے تو قبول کروں میں۔

۲۔ اگر نہ دے تو راضی ہوں میں۔

۳۔ اور اگر ترک کرے تو مجھے میں عبادت سے مونہہ نہ پھیروں۔

۴۔ اور اگر طلب کرے تو مجھے قبول کروں میں۔

نقل ہے

کہ ایک دن حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پیر اپنے کے پاس بیٹھے تھے کہ کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر کہا شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ اب تک سینہ تیرا تنگ ہے کہا شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ سچ کہتے ہو۔ پھر حضرت شیخ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ جس شخص کا سینہ تنگ ہووے وہ راضی نہ ہوگا ساتھ قضائے حق کے۔

ف شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے تنبیہ ہے یعنی ان کو خبردار کیا اوپر اصل مقام رضا کے کس واسطے کہ رضا حاصل ہوتی ہے فراخی سینہ کے سے اور فراخی سینہ کی نور یقین سے ہوتی ہے جیسے فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے کہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ یعنی جو شخص کہ کھول دیتا ہے اللہ تعالےٰ سینہ اوس کا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے رب اپنے سے۔

ف پس جس وقت کہ نور نے بیچ باطن کے قرار پکڑا فراخ ہوگا سینہ اس کا اور کشادہ ہوں گی آنکھ بصیرت اس کے کی اور دیکھے گا نیک تدبیر حق کی بیچ فعلوں حق کے پس منہ پھیرلے گا اعتراض سے کس واسطے کہ فراخی سینہ کی متضمن ہے۔ حلاوت دوستی فعل محبوب کے بیچ موقعہ رضا کے نزدیک محب صادق کے۔ کیونکہ محب صادق دیکھتا ہے کہ تحقیق فعل محبوب کا مراد اور مختار محبوب کے ہے یعنے میرے محبوب کی مرضی اسی میں

ہے۔

پس فنا ہو گا بیچ لذت دیکھنے اختیار محبوب کے اختیار اپنے سے جیسے کسی نے کہا ہے ؎

شعر

کل مایفعل المحبوب محبوب

یعنی جو کام کہ محبوب کرے وہ بھی محبوب ہے۔

تمام ہوئے

مقامات صوفیوں کے

باب ساتواں

بیچ بیان اکٹھے احوال غوث اقطاب

اور تمام اولیاء اللہ کے

یہ نقل ہے

تمام کتابوں معتبر سے اسامی رجال اللہ او
اقطاب اور غوث اور تمام اولیاء اللہ کی کہ وقت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس زمانہ تک تمام وقت میں بیچ ہر خاندان سے
ہوئے ہیں۔
اور تا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضر
مہدی علیہ السلام تک ہوں گے۔

جیسے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب فتوحات مکی ۔

اور حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے بیچ کتاب عروہ کے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مردان خدا جن کو غوث اور قطب ابدال اور اوتاد وغیرہ کہتے ہیں ۔ ہوئے ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے آنے تک ہوں گے ۔

بلکہ لکھا ہے کہ جب تک ولی اللہ اس زمین پر ہو دیں گے قیامت نہیں ہو گی ۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے آخر نشانی قیامت کے آنے کی یہ ہے کہ کوئی ایک شخص بھی اللہ اللہ کہنے والا زمین پر نہ رہے گا جب قیامت قائم ہو گی ۔

تو شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اللہ اللہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ معرفت کے ساتھ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یعنی ولی نہ ہوں گے ۔ جب قیامت ہو گی ۔

نہیں تو غفلت سے اللہ اللہ کہنے والے تو رہیں گے

تو اولیاء اللہ والیان عالم کے ہیں آسمان سے مینہ اون کے قدم کی برکت سے زمین پہ برستا ہے۔ اور سبزہ اون کی صفائی کی برکت سے اوگتا ہے اور انہیں کی ہمت سے مسلمان کافروں پر فتح پاتے ہیں۔

نقل ہے۔

کہ تمام اولیاء اللہ سے چار ہزار اولیاء اللہ کی قسم سے تو مکتومان ہیں۔

ان کی حقیقت یہ ہے کہ ان کو نہ اپنی درجہ کی خبر ہے اور نہ کسی درجہ کو پہچانتے ہیں اور حال میں اپنے سے اور خلق سے چھپے رہتے ہیں۔ اور اس مقدمہ اندر حدیثان اور سخن مشائخوں کے بہت ہیں لیکن جو ولی اللہ کے اون کے حوالے اللہ تعالیٰ نے کام کر رکھے ہیں۔ اور جہان کی مشکل آسان کرنے کے واسطے عہدے سونپ رکھے ہیں وے یہ ہیں۔

تین سو اخیار ہیں۔ اور چالیس ابدال ہیں اور سات ابرار ہیں۔ اور چار اوتاد ہیں اور تین نقباء اور ایک قطب ہے جس کو غوث کہتے ہیں۔

اور یہی کتاب تاریخ بغداد الخطیب والے کتانی نے لکھا ہے :۔ النقباآء ثلثمائة و النجبآء ثلثون والبدلآء اربعون والاخیار سبعة و العمد اربعة والغوث واحد فمسکن النقبآء المغرب ومسکن النجبآء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیّاحون فی الارض و العمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکة۔ یعنی نقبا تین سو ہیں۔ اور نجبا تیس بزرگ ہیں اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور عمدار چار ہیں اور غوث ایک ہے۔

پس نقباء تو مغرب کے ملک میں رہتے ہیں اور نجبا مصر کے ملک میں، اور ابدال شام کے ملک میں اور اخیار تمام ملک روئے زمین پر سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور عمداء زمین کی چاروں کونوں میں رہتے ہیں اور غوث مکہ میں رہتا ہے۔

اذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیه النقبآء ثم النجبآء ثم الابدال ثم الاخیار ثم العمدآء فان اجیبوا فبها والا ابتهل الغوث فلا یتم مسئلته حتیٰ

مجاب دعوتہ۔ اور جس وقت آپڑے حاجت کسی کام کی عام لوگوں سے کوشش کرتے ہیں اس میں نقباء یعنی دعا کرتے ہیں اس میں نقباء اللہ تعالیٰ سے۔ اگر اون کی دعا قبول نہووے۔ تو نجبا کریں اون کی نہ ہو تو ابدال کریں اون کی نہ ہو تو اخیار کریں اون کی نہ ہو تو عمداء دعا کریں پس اگر دعا قبول ہو تو خیر نہیں تو کوشش کرتا ہے غوث پس نہیں تمام ہوتا ہے سوال اوس کا یہانتک کہ قبول ہو جاتی ہے دعا اوس کی۔

ف یعنی اون تمام کی دعاء اگر قبول نہ ہو تو وے غوث سے جا کر عرض کرتے ہیں تو غوث اللہ تعالیٰ سے اوس واسطے سوال کرتا ہے وہ مانگنے سے چپ بھی نہیں ہوتا اوس کے ہاتھ اٹھاتے ہی اللہ تعالیٰ اوس کی دعا قبول کرتا ہے۔

اصطلاح

اور اصطلاح اس گروہ میں یعنی مشائخوں کی بولی میں **افراد** تین شخص ہوتے ہیں کہ اون پہ تجلی فردیۃ کی ہوتی ہے بسبب بہت متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور افراد کا درجہ غوث سے زیادہ ہے

اور اوتاد چار شخص ہیں کہ چاروں طرف زمین پہ کھڑے ہیں۔

مغرب والے کا نام عبد العلیم ہے
مشرق والے کا نام عبد الحیی ہے
شمال والے کا نام عبد المجید ہے
جنوب والے کا نام عبد القادر ہے

کہ نگہبانی تمام عالم کی اور آبادی جہان کی اون کی برکت سے ہے۔

اور امنا یعنی جمع امین کی ہیں۔ اور امین امانت دار کو اور جس پہ بہت اعتبار ہو اور حق سے نڈر ہوں اس کو کہتے ہیں۔

تو شیخ اندلسی یعنی شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ قال الشیخ الاندلسی فی اصطلاحاتہ الامناء الملامیۃ وھم الذین لم یظھرون ما فی بطونھم علی ظواھرھم یعنی امنا ملامتیوں کو کہتے ہیں۔ اور ملامتیہ وہ ہوتے ہیں۔ جو ظاہر نہیں کرتے ہیں جو کہ بیچ باطن اون کے ہے اوپر ظاہر اپنے کے۔

ف یعنی اپنی کمالیت اور بزرگی کو چھپاتے ہیں۔

ظاہر لباس مشائخ کا نہیں کرتے۔

اور امام راہ نما اور پیشوا اور ہدایت کرنے والے کو کہتے ہیں یہ دونوں ہیں ایک تو غوث کی دہنی طرف ایک بائیں طرف بیٹھتا ہے۔

اور کتنے ابدال اور بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ان کی وجود کی برکت سے قائم رکھ چھوڑا ہے۔

چالیس نفر تو شام میں رہتے ہیں۔

اور تیس نفر اور جگہ رہتے ہیں

اگر ان تمام سے کوئی مرے ایک اور آدمی کو اپنے میں ملا لیتے ہیں۔

اور کشف اللغات میں لکھا ہے کہ ابدال سات ہیں۔

اور مناقب الاولیاء میں لایا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ سو تین اولیاء اللہ ہیں کہ اُن کے ہونے کی برکت سے بندوبست عالم کا ہے اور سردار اون کے چالیس تن ابدال ہیں۔

اور وجہ نام رکھنے ابدال کی بھی حدیث شریف میں یوں آئی ہے کہ ابدال کے معنی بدل جانے کے ہیں یعنی جب ایک کوئی اون میں سے مر جائے تو اوس کے بدلے

اور کو اپنے میں ملا لیتے ہیں۔

اور شمائل اتقیاء میں لکھا ہے کہ درجہ ابدال کا ان چار چیز سے ہوتا ہے۔ کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، اور خلق کا دکھ سکھ اور کہا سنا سہنا، ابدال وے ہیں کہ اوصاف ذمیمہ کو اوصاف حمیدہ کے ساتھ بدل دیں۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ فی الارض ثلاثمائۃ شخص قلوبھم علیٰ قلب آدم ولہ اربعون قلوبھم علیٰ قلب موسیٰ علیہ السلام وقیل علیٰ قلب نوح علیہ السلام ولہ سبعۃ قلوبھم علیٰ قلب ابراھیم علیہ السلام ولہ اربعۃ قلوبھم علیٰ قلب جبرائیل علیہ السلام ولہ ثلاثۃ قلوبھم علیٰ قلب میکائیل علیہ السلام ولہ واحد قلبہ علیٰ قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد ابدال اللہ مکانہ من الثلاثۃ واذا مات واحد من الثلاثۃ ابدال اللہ مکانہ من الاربعۃ واذا مات احد من الاربعۃ ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ واذا مات

احد من السبعة ابدل اللّٰه مکانه من الاربعین واذامات احد من الاربعین ابدل اللّٰه مکانه من ثلاثمائة واذامات احد من الاربعین ابدل اللّٰه مکانه من العامة یدفع اللّٰه البلایاء عن الامة ببرکتهم۔

یعنی کہتے ہیں ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کہ سنا میں نے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق واسطے اللّٰہ تعالیٰ کے بیچ زمین کے تین سو شخص ایسے ہیں کہ دل اون کا اوپر دل آدم علیہ السلام کے ہے یعنی اون کا دل آدم علیہ السلام جیسا ہے اور واسطے اللّٰہ تعالےٰ کے چالیس شخص ایسے ہیں کہ دل ان کا اوپر دل موسیٰ علیہ السلام کے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اوپر دل نوح علیہ السلام کے ہے اور واسطے اوس کے سات شخص میں ہیں کہ دل اون کا مانند دل حضرت ابراہیم خلیل اللّٰہ علیہ السلام کے ہے اور واسطے اوس اللّٰہ تعالیٰ کے چار شخص ہیں کہ دل اون کا اوپر دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہے۔ اور واسطے اوس کے تین شخص ہیں کہ دل ان کا مانند

دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہے۔ اور واسطے اوس کے ایک شخص ہے کہ دل اس کا مانند دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہے۔ جبکہ مرتا ہے وہ ایک بدل دیتا ہے وہ اللہ تعالےٰ اوس کی جگہ اون تین سے۔

ف کہ جب کہ وہ ایک کہ مراد غوث سے ہے مرتا ہے ایک شخص کو اون تین سے اللہ تعالےٰ غوثیت کا درجہ دیتا ہے اور جب کہ مرتا ہے اون تین سے ایک بدلتا ہے اللہ تعالےٰ جگہ اوس کے ایک اون چاروں سے اور جب کہ مرتا ہے ایک اون چاروں سے بدلتا ہے اللہ تعالےٰ جگہ اوس کے ایک اُن ساتوں سے۔ اور جبکہ مرتا ہے ایک اون ساتوں سے بدلتا ہے ایک کو جگہ اوس کے اللہ تعالےٰ اون چالیسوں سے اور جب کہ مرتا ہے ایک اون چالیسوں سے بدلتا ہے اللہ تعالےٰ جگہ اوس کی ایک کو اون تین سو سے اور جب کہ مرتا ہے ایک اُن تین سو سے بدلتا ہے اللہ تعالیٰ جگہ اس کی ایک کو عاموں سے دفع کرتا ہے اللہ تعالےٰ بلاؤں کو امت سے ساتھ برکت اون کی کے فقط

اور وہ جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے وہ قطب الاقطاب اور غوث الاعظم ہے اور تمام

اولیاے امت سے مرتبہ اون کا بڑا ہے اور وہ غوث مظہر نبوت باطن محض کا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور تین مراد افراد ون کی ہے کہ ساتھ تجلی فردیت کے ہیں اور چار سے مراد اوتادوں کی ہے۔ اور سات سے مراد ہفت ابدال کی ہے اور چالیس سے مراد نجبا کی ہے

اور شرح گلشن راز میں ان کو رجال الغیب بھی کہتے ہیں۔

اور ملا قیصری شارح فصوص نے لکھا ہے کہ نجبا تون کے بیس سے سات تن ہیں جو کہ رجال الغیب ہیں اور نقبا تین سو تن ہیں کہ بلا اور سختی خلقت کی اون کی برکت سے دفع ہوتی ہے اور ان کو برالابرار بھی لکھتے ہیں اور سب اولیاؤں سے نقبا کا مرتبہ نیچا ہے۔ یہ نقبا قیامت تک رہیں گے اور بیچ اصطلاح صوفیہ کے قطب ایک ولی ہے کہ سردار تمام اولیاؤں کا ہے اور نام اوس کا اصطلاح میں عبداللہ ہے مراد اس قطب سے غوث کی ہے اوس کے دو وزیر ہیں۔

ایک کا نام عبدالرب ہے وہ تو داہنے ہاتھ قطب کے یعنی غوث کے بیٹھتا ہے اور وہ ناظر ملکوت کا ہے۔

اور دوسرے وزیر کا نام عبدالملک ہے وہ بائیں ہاتھ

کی طرف قطب کے پاس بیٹھتا ہے وہ ناظر بیچ ملک کے ہے۔

اور اصطلاح الکاشی میں لکھا ہے کہ القطب ھو الواحد الذی وھو علیٰ قلب اسرافیل علیہ السلام یعنی قطب وہ ایک ہے جو کہ اوپر دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہے۔

اور لمحات والا نقل کرتا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ واصل کو کہ مرتبہ قطبی کا ہے اور وہ ناظر بیچ عالم جبروت کے ہے نام اوس کا عبداللہ ہے

اور امام اکمل کہ بائیں ہاتھ قطب کے ہے اور دیکھنے والا عالم ملک کا ہے یعنی اوس کی نظر میں تمام دنیا نظر آتی ہے نام اس کا عبدالرب ہے

اور امام روحانی کہ داہنے ہاتھ قطب کے ہے نام اس کا عبدالملک ہے اور دیکھنے والا طرف عالم ملکوت کے ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ بھی اپنی کتاب میں اسی طرح لکھتے ہیں۔ اور جب کہ قطب فوت ہوتا ہے بائیں ہاتھ والا امام جس کی نظر دنیا کی طرف ہے۔ قائم مقام قطب کے ہوتا ہے اور امام داہنے

ہاتھ والا بائیں طرف والا کی جگہ آتا ہے اور اون چاروں اوتادوں سے ایک اوس دا ہنے والے کی جگہ ہوتا ہے مقرر اور اوس کی جگہ سات ابدالوں سے آتا ہے اوس کی جگہ نجبا آٹھوں سے اوس کی جگہ نقبا باروں سے اوس کی جگہ چہل تنوں سے اوس کی جگہ تین سو ساٹھ سے اوس کی جگہ نیک بختانِ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کو مقرر کرتے ہیں۔

سوال

اگر کوئی پوچھے کہ امام داہنے ہاتھ والا جو کہ عالم ملکوت کی طرف دیکھنے والا ہے اور امام بائیں ہاتھ والا عالم ملک میں دیکھتا ہے

پس جو کہ عالم ملکوت کا دیکھنے والا ہے اوس کا درجہ عالم ملک کے دیکھنے والے سے افضل ہے۔ کیونکہ عالم ملکوت کا عالم ملک سے درجہ افضل ہے۔

پس قطب کے انتقال کے بعد اوس کے جابجا نیابت کے لائق۔ امام داہنے ہاتھ والا جو کہ عالم ملکوت کو دیکھتا ہے مناسب تھا۔ اوس کو جابجا قطب کے کیوں نہ کیا۔

جواب

سچ ہے بیچ حال رجوع کرنے کے ناظر ملکوت کا افضل ہے ناظر ملک سے کیونکہ مرتبہ اوس کا افضل ہے مرتبہ اوس کے سے بسبب فوقیت عالم ملکوت کے عالم ملک سے۔ لیکن بیچ حالت رجوع کے واسطے کامل کرتے ناقصوں کے حکم حق سے ناظر عالم ملک کا افضل ہے اوس سے کیونکہ وہ بیچ حالت رجوع کے عالم ملکوت سے گذر کر اس عالم ملک میں پہونچ کر اور دائرہ کبیر کو یعنی ملکوت کو تمام قطع کرلے۔ جب لائق نیابت اور خلافت قطب کے ہوتا ہے اور اس ناظر ملک نے ہنوز ترقی عالم ملکوت میں نہ کری ہے اس واسطے اس سے کامل کرنا ناقصوں کا بلا حرج اچھی طرح ہوتا ہے۔

پس یہ خاص تر ہے کامل کرنے ناقصوں کے واسطے اور قطب الاقطاب فیض لیتا ہے باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوس کو ختم الولایت اور قطب الاقطاب اور غوث اور قطب کہتے ہیں۔

اور کشف اللغات میں لکھا ہے کہ جس وقت کہ پناہ ڈھونڈھتے ہیں۔ اور امان چاہتے ہیں قطب سے کسی اپنی حاجت پر جب اوس کو غوث کہتے ہیں اور سوائے اس محل کے اوس کو غوث نہیں کہتے ہیں۔

شیخ اندلسی رحمتہ اللہ علیہ بھی یہی لکھتے ہیں۔

اور اصطلاح کاشی میں بھی یہی لکھا ہے اور یہ غوث مانند اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہے۔ اور قلب غوث کا یعنی قطب الارشاد کا مانند قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے اور قلب قطب الابدال کا مانند قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہے۔

ایک قطب ارشاد ہے۔ ولایت اوس کی شمسیہ ہے۔

پس اس قطب ارشاد کے عورت، بچے، اسباب ملک بھی ہوتا ہے اور آدمی اوس سے حسد اور انکار کرتے ہیں اور ایذا دیتے ہیں جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو، کافر، دیتے تھے۔ اور اس کو سوائے خاصوں کے کوئی نہیں پہچانتا ہے اور قطب ابدال کی ولایت قمری ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے کتاب فتوحات مکی میں۔

اور شیخ علاء الدولۃ سمنانی نے کتاب عروہ میں لکھا ہے کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمانہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالے عنہ تک مردان خدا کے واسطے محافظت عالم کے ہمیشہ ہوئے ہیں اور ہوویں گے اور جہاں اون کی برکت سے قائم ہے۔

اور یہ بھی لکھا ہے کہ بیچ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قطب الاقطاب عصامہ قرنی تھے جو کہ چچا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ اس سبب سے حضرت کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو، بوئے رحمت رحمان کی یمن کی طرف سے آتی ہے، کیونکہ قطب الاقطاب مظہر تجلی صفات رحمٰن کا ہے جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر خاص تجلی ذات الوہیت کے ہیں جب کہ حضرت عصامہ قرنی رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوئے ابن عطا، احمد عربی رحمتہ اللہ علیہ اوس کی جا بجا قطب ابدال ہوئے۔ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ

عنہ اور حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ اوس وقت
میں ہفت ابدالوں میں تھے علی القیاس
ایک مرجاتا ہے دوسرا اوس کی جگہ خلق سے نکال کر
اور بٹھایا جاتا ہے، اور اون مردان خدا کے یعنی غوث
قطب، ابدال، اوتاد، وغیرہ کے اولاد، جورو
بچہ، اسباب، ملک، مال، بھی ہوتا ہے۔ اور کھاتے
پیتے بھی ہیں، اور بکتے موتتے بھی ہیں، بیمار بھی
ہوتے ہیں، دوا بھی کراتے ہیں، اور جہان اون
سے حسد بھی کرتا ہے، اور منکر ہوتے ہیں۔ ایذا دیتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اون کے مرتبہ کو عام لوگوں کی نظروں
سے چھپایا ہے بموجب حدیث قدسی کے :- اولیائی
تحت قبائی لا یعرفہم غیری :- یعنی اولیا نیچے
میرے قبا یعنی لباس کے ہیں، نہیں پہچانتا ہے کوئی
اون کو سوائے میرے۔
اور کشف المحجوب میں شیخ علی ہجوری رضی
اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برہان نبوی صلی
اللہ علیہ وسلم کو باقی ظاہر کیا ہے۔ اور اولیاء اللہ
کو سبب ظاہر کرنے اوس کا کیا۔ تو ہمیشہ آیات حق
کی اور حجت صدق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ظاہر رہتی ہے۔ اور اون کو اولیاء عالم کا کیا ہے
آسمان سے مینہ، اون کی برکت سے برستا ہے۔ اور
زمین پہ سبزہ اور کافروں پہ فتح اون کے سبب
سے ہوتی ہے۔

اور لطائف اشرفی میں حضرت شیخ اشرف
جہانگیری سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے بعضے اولیاء اپنوں کو سرہنگان یعنی پیادہ درگاہ
اپنی کے اور نائبان بارگاہ اپنی کے کئے ہیں اور
سپرد نیک کام اہل عالم کے اور پناہ بلیات سے
بنی آدم کی یعنی بچانا بلاؤں سے اور کام سدھارنا اولاد
آدم کا۔ اون کے حوالے کیا ہے اور وے اولیاء
اللہ آپس میں ایک کا ایک بیچ کاموں کے محتاج
ہیں۔ اور آپس میں تمام مشورہ صلاح کر کے کام
کرتے ہیں۔ تمام اولیاء اللہ دس صفت کے
ہوتے ہیں۔

اور دو قسم کے اولیاء اللہ اون سے
مکتومان اور مفودان ہیں۔ یہ دو گروہ
جہان کے علاقہ سے باہر ہیں۔ یعنی ان کو
کوئی علاقہ دنیا کے امور کا نہیں۔

لیکن جو کہ فصل الخطاب میں احوال مردان خدا کا فتوحات مکی سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ تمام بارہ صفت کے اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ موافق بارہ اماموں کے۔

حدیث قال علیہ السلام ائمۃ من بعدی اثنی عشرۃ خلیفۃ

یعنی امام میرے پیچھے بارہ خلیفہ میرے ہیں پس ہر ایک صفت کے اولیاء اللہ ایک ایک بارہ امام سے فیض لیتے ہیں۔

باب آٹھواں

بیان مفصل اولیاء اللہ میں ہے

میر سید محمد جعفر مکی، خلیفہ حضرت شیخ نصیر الحق والدین رضی اللہ تعالے عنہ نے عین ترجمہ کلام صاحب فتوحات مکی کا۔

شیخ داؤد قیصری سے بحر المعانی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ تفصیل وار کہ ایسا کسی نے کم بیان کیا ہوگا۔ اور کہا ہے کہ تمام مردان وقت خدا سے میں نے ملاقات کری ہے اور تمام سے میں نے نعمتیں پائی ہیں اور تمام کے مقامات میں نے دیکھے ہیں سو وے سید محمد جعفر مکی رضی اللہ عنہ جو اپنے ایک مرید کو محبوب

کر کے لکھتے ہیں تو جس جگہ کہ محبوب لفظ آوے۔ وہ ترجمہ عبارت بحرالمعانی کا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بیان ہوتا ہے

بارہ صفت اولیاء اللہ کا یہ

وہ یوں ہے :- اول اقطاب، دوسرے غوث تیسرے امام، چوتھے اوتاد، پانچویں ابدال، چھٹے اخیار، ساتویں ابرار، آٹھویں نقبا، نویں نجبار، دسویں عمداء، گیارہواں مکتومان، بارہویں مفردان۔

اے محبوب! قطب عالم جس کو غوث کہتے ہیں بیچ ایک زمانہ اور دور کے ایک ہوتا ہے وجود تمام موجودات اہل دنیا اور آخرت کا یعنی عالم سفلی اور علوی کا ساتھ وجود قطب عالم کے قائم ہوتا ہے اور بارہ قطب اور ہیں۔ اون کا ذکر آگے آوے گا اور جاننا چاہیئے کہ قطب عالم کو فیض حق تعالےٰ سے بے واسطہ پہونچتا ہے۔ اور قطب عالم کو قطب

کبریٰ اور قطب الارشاد اور قطب الاقطاب اور قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ کہ قیام تمام موجودات زمین والوں اور آسمان والوں کا اوس کی وجود کی برکت سے ہے۔

اور قطب مدار کا نام عبداللہ ہوتا ہے اگرچہ نام اوس کا اور ہووے مگر آسمان والے اور زمین والے اوس کو عبداللہ کہتے ہیں۔

اور تمام مردان خدا کا نام باطن میں اور یہی کہتے ہیں اور اوس غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں کہ نام انہوں کا شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکی میں امام کر کے لکھا ہے۔

ایک داہنے ہاتھ قطب کے رہتا ہے نام اوس کا عبدالملک ہے۔

دوسرا بائیں ہاتھ رہتا ہے نام اوس کا عبدالرب ہے۔

اور یہ وزیر داہنے ہاتھ والا جس کا نام عبدالملک ہے قطب مدار کی روح سے فیض لیتا ہے اور آسمان والوں کو فیض پہنچاتا ہے۔

اور بائیں ہاتھ والا عبدالرب نام قطب مدار کے

دل سے فیض لیتا ہے اور زمین والی مخلوق پر فیض پہونچاتا ہے۔

اور جب کہ قطب مدار دنیا سے کوچ کرتا ہے عبد الملک داہنے ہاتھ والا اوس کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اور اس عبد الملک داہنے ہاتھ والے کی جگہ قائم مقام بائیں ہاتھ والا عبد الرب ہوتا ہے اور ایک ابدال اُن سات ابدالوں سے جن کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہے اوس کو عبد الرب کی جگہ قائم مقام کرتے ہیں۔

پس عبد الملک قطب مدار ہوتا ہے اور عبد الرب عبد الملک ہوتا ہے اور ابدال مذکور عبد الرب ہوتا ہے اسی طرح قیامت تک باقی رہیں گے۔

اور فتوحات مکی والا کہتا ہے کہ عبد الملک بائیں ہاتھ والے امام کا نام ہے۔ اور عبد الرب داہنے والے کا نام ہے۔

اور یہ بھی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ قطب مدار جب فوت ہوتا ہے۔ تو اوس کے جا بجا بائیں ہاتھ والا جو دنیا والوں کو فیض پہونچاتا ہے قائم مقام ہوتا ہے۔

اب بیان ہوتا ہے

بارہ قطب اور کا :-

اور وہ جو بارہ قطب اور ہیں جن کا دل پیغمبروں جیسا ہے وہ یہ ہیں ۔

قطب پہلا اوس کا دل حضرت نوح علیہ السلام جیسا ہے اور ورد اُس کا سورہ یٰسین ہے ۔

دوسرے قطب کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا ہے اور ورد اس کا سورہ اخلاص ہے ۔

تیسرے قطب کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا ہے اور ورد اوس کا سورہ اذا جاء نصر اللہ ہے ۔

چوتھے قطب کا دل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہے اور ورد اس کا انا فتحنا ہے ۔

پانچویں قطب کا دل حضرت داؤد علیہ السلام جیسا ہے ورد اوس کا اذا زلزلت ہے ۔

چھٹے قطب کا دل حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا ہے ورد اوس کا سورہ واقعہ ہے ۔

ساتویں قطب کا دل حضرت ایوب علیہ السلام
جیسا ہے ورد اوس کا سورہ بقرہ ہے۔
آٹھویں قطب کا دل حضرت الیاس علیہ السلام
جیسا ہے ورد اوس کا سورہ کہف ہے۔
نویں قطب کا دل حضرت لوط علیہ السلام
جیسا ہے ورد اس کا سورہ نمل ہے۔
دسویں قطب کا دل حضرت ہود علیہ السلام
جیسا ہے ورد اس کا سورہ انعام ہے۔
گیارہویں قطب کا دل حضرت صالح علیہ السلام
جیسا ہے اور وردا وس کا سورہ طٰہٰ ہے۔
بارہویں قطب کا دل شیث علیہ السلام
جیسا ہے ورد اس کا سورہ ملک ہے۔
فقط۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی
علیہ السلام مکتومان اور مفردان میں داخل ہیں
مگر یہ بارہ قطب مذکور قطب مدار یعنی غوث
کے تابع ہیں۔

اے محبوب !

اس فقیر نے تمام قطبوں کی ولایت میں قدم بوسی کری ہے۔ اور ہوتی رہتی ہے اور ہر ایک قطب نے مجھ پہ اکرم ابتداء کے حال میں کیا ہے یہ بارہ قطب اقلیموں میں جدی جدی رہتے ہیں

اس وجہ سے کہ سات قطب تو ساتوں اقلیموں میں رہتے ہیں یعنی ایک ایک اقلیم میں ایک ایک قطب رہتا ہے۔

اور پانچ قطب باقی کے بیچ ولایت کے رہتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں اور اون کو قطب اقلیم کہتے ہیں۔

اور فیض قطب مدار کا یعنی غوث کا اقلیم کے قطبوں پہ پہونچتا ہے اور فیض قطبوں اقلیم کا ولایت کے قطبوں پہ پہونچتا ہے اور فیض قطبوں ولایتوں کا تمام اولیا پہ پہونچتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک فیض ایک سے ایک لیتا رہے گا۔

اے محبوب!

جب کہ ولی درجہ میں بڑھتا ہے قطب ولایت ہوتا ہے اور جب اس درجہ سے ترقی کرتا ہے قطب اقلیم ہوتا ہے
اور جب اس درجہ سے بڑھتا ہے۔ عبدالرب جو کہ دزیر داہنے ہاتھ والا قطب الارشاد کا ہے اوس کے درجہ کو پہنچتا ہے اور یہ قطب اقلیم ابدال ہوتا ہے۔
جو کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پہ ہوتا ہے اوس کو قطب الابدال کہتے ہیں۔
پھر تیسری مرتبہ جگہ قطب ارشاد کی یعنی غوث کی لیتا ہے یعنی اس درجہ کو پہونچتا ہے۔ اور قطب مدار کا عرش سے تحت الثری تک تصرف ہے یعنی حکم چلتا ہے اور اس کی تصرف میں عرش سے تحت الثری تک مانند رائی کے دانہ کے نظر آتا ہے
پس جب کہ قطب عالم کی اگر عمر زیادہ ہووے اور یہ سلوک اور محنت میں رہے اوس درجہ غوثی سے ترقی

کرتا ہے اور مقام فردانیت کو پہونچتا ہے۔ اس درجہ
میں تصرف اور خوارق یعنی کرامات تمام اس سے
کم ہوتی ہیں۔ کیونکہ فردانیت کا مقام۔ انس کا مقام
اور خوشی کا ہے۔ بس اس حالت میں اوس کی مراد تمہ
ہے۔ اوس کی مراد حق کی مراد کے تابع ہوجاتی ہے۔
اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے فتوحات مکی سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے
فردانیت کے مقام میں تھے یعنی افراد تھے اور
حضرت علیہ السلام بھی ہیں۔

اے محبوب!

قطب عالم پیر دستگیر حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدت اٹھائیس
برس اور تین مہینے اور دو روز مرتبہ قطب مدار میں
رہے اور اس مدت پیچھے مقام فردانیت میں آئے
پھر اسی مقام میں انتقال فرمایا۔
اور قطب مداری کے وقت ان کو عبد اللہ کہتے تھے

جب کہ انہوں نے مقام فردانیت میں قدم رکھا داہنے ہاتھ والا وزیر ان کا شیخ نجم الدین دمشقی کہ عبدالملک نام تھا اون جگہ قطب مدار ہوا ۔

اے محبوب !

سُن مرتبہ قطب اور قطب مدار کا کیا ہوتا ہے ؟
قطب وہ ہوتے ہیں کہ اگر ولی کی ولایت کھوس لیں اور اس کی جگہ اور کو مقرر کریں تو کر سکتے ہیں ۔
جیسے بیچ ملفوظ قطب ابدال شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے لکھا ہے کہ حضرت شیخ سعداللہ کنٹوری نے شیخ مسعود اولیاء کو خرقہ خلافت کا دے کر قصبہ السیوانی کی طرف رخصت کیا ۔ اور کہا کہ شیخ احمد عبدالحق راہ میں ہے اوس کی غیرت سے ہوشیار ہو کر جانا ۔ اوس نے پیر کی بات کا خیال نہ کیا ۔ اور بے ادب قصبہ ردولی میں آیا شیخ احمد عبدالحق کو غیرت آئی حجرہ سے نکل کر ایک نگاہ گرم سے اوس کی طرف دیکھا اور تمام حال اوس کا کھوس لیا عام لوگوں سے

بھی بدتر ہوگیا۔ لاچار عاجز ہوکر کئی مدت اون کے دروازہ پر پڑا رہا اور اون کی خدمت کری۔

ایک دن مہربان ہوکر شیخ عبدالحق نے اپنی دستار اوس کے سر پہ رکھی اور مہربانی کی نظر سے دیکھا۔ پھر وہ حال اوس کا اولٹا اوس پہ آگیا۔ اور اون کی رضا سے قصبہ السیولی میں جاکر رہا۔ اب اوس کی اولاد اوسی جگہ بستی ہے اور قبر بھی اس کی اسی جگہ زیارتگاہ خلق ہے۔

اے محبوب!

قطب مدار کا درجہ وہ ہے کہ اگر قطب کو قطب کے مقام سے معزول کرے تو کرسکتا ہے۔

اور قطب مدار کی دعا سے اور بھی شخص مرتبہ قطبیت کو پہونچ سکتا ہے۔

جیسے حضرت میر سید اشرف جہانگیر لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم میرے شیخ علاء الدین نے مجھے فرمایا تھا کہ جب تجھ کو غوثی کا درجہ ملے، میرے فرزند شیخ نور کی قطبی واسطے

کوشش کریو پھر جب کہ میرے مخدوم فوت ہو گئے بعد کئی مدت کے قطب ولایت بنگالہ کا فوت ہو گیا تھا میں نے سرہنگان درگاہ سبحانی اور وزیران بارگاہ یزدانی سے مل کر اون کی صلاح سے حضرت مخدوم زادہ شیخ نور کو قطب کیا اور حضرت غوث الاعظم میر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے زمانہ میں ہفت ابدالوں سے ایک ابدال فوت ہو گیا تھا حضرت غوث نے ایک کافر کا ہاتھ پکڑ کر اور زنار اوس کی توڑ کر اون ہفت ابدالوں میں داخل کر دیا تھا۔

اور شیخ علاء الدولہ سمنانی لکھتے ہیں کہ قطب ارشاد کو ولایت شمسی ہے کہ تمام عالم پر چمکتا ہے۔

اور قطب ابدال کو ولایت قمری ہے۔ اور یہ ہفت اقلیم کے تصرف کرتا ہے۔

اور ملفوظ قطب ابدال شیخ احمد عبدالحق میں لکھا ہے کہ ایک دن بختیار نام ایک مرید شیخ احمد عبدالحق کا اپنے پیر سے رخصت مانگنے لگا کہ میں سوداگری موتیوں واسطے جاتا ہوں فرمایا ہماری ولایت کی حد سے باہر نہ جائیو۔ عرض کری کہ آپ کی ولایت کی حد کہاں تک ہے فرمایا اس کنارہ دریا سے اوس

کنارہ دریا تک قصہ کوتاہ قطب ابدال سردار تمام ابدالوں کا ہوتا ہے اس واسطے تمام جگہ تصرف کرتا ہے۔

اندر تصحیح کتاب فصل الخطاب کے فتوحات مکی سے لکھتا ہے کہ قطبوں کی نہایت نہیں ہے۔ ہر صفت کے قطب ہوتے ہیں۔ جیسے قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفان، قطب متوکلان۔

جیسے نفحات الانس میں شیخ احمد جام کو قطب الاولیاء لکھا ہے کہ تمام ربع مسکون میں یعنی تمام روئے زمین میں ایک شخص ہوتا ہے کہ اوس کو قطب ولایت مطلق کا کہتے ہیں۔ اور قطب جہاں اور جہانگیر بھی کہتے ہیں کہ تمام قسموں کی ولایت اس میں ہوتی ہے۔

غرض ہر مقام پر ایک قطب رہتا ہے۔ واسطے نگہبانی اوس مقام کے اور ہر گاؤں میں ایک ولی اللہ رہتا ہے وہ ولی اوس بستی کا قطب ہے۔ چاہے اوس گاؤں میں مسلمان ہوں چاہے کافر ہوں۔

اگر مومن ہیں نیچے تجلی اسم ہادی کے پرورش پاتے ہیں۔

اور اگر کافر ہیں نیچے تجلی اسم مذل کے پرورش

پاتے ہیں ۔
یہ دونوں صفت ایک ذات کی ہیں سمجھا ہے اس
بات کو جس نے سمجھا ہے ۔

اب بیان ہوتا ہے

ابدالوں کا

اے محبوب !

شاہدان درگاہ لایزال کی آنکھیں خلق سے چھپی ہوئی
ہیں سوائے اہل حال اور کاملوں کے اون کو کوئی نہیں جانتا
ہے ۔ اور نہیں دیکھتا ہے
اور اُن تمام سے سات شخص تو وہ ہیں کہ جن کی شان
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
ابدالاً امتی سبعة ۔ یعنی ابدال میری امت کے
سات ہیں اور یہ سات ابدال سات اقلیم میں ہیں۔ ایک
ایک ابدال ایک ایک اقلیم میں رہتا ہے اور یہ گروہ
واسطے مدد اور معونت خلق کے ہیں یعنی عاجزوں کی مدد

کرتے ہیں جو اوس قوم میں کوئی درویش کامل حال نہ
ہووے وہ درویش فریاد رسی اوس قوم عاجزوں کی
کرتا ہے۔ اور جو اون سے کوئی فوت ہوتا ہے۔ ایک
شخص عالم ناسوت سے جو کہ صوفی ہووے اوس کو اوس
کی جگہ مقرر کرتے ہیں اور اوس فوت ہوئے والے ابدال کا نام
اُس پہ دہرایا جاتا ہے۔ وہی نام۔ کہ اوس کو بلاتے ہیں اور
یہ ساتوں ابدال ساتوں نبیوں کے مشرب میں ہیں۔

ایک ابدال تو اول اقلیم میں رہتا ہے وہ تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے قلب پہ ہے نام اس
کا عبد الحیئی ہے

دوسرا ابدال دوسری اقلیم میں رہتا ہے وہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے دل پہ ہے نام اس
کا عبد العلیم ہے۔

اور تیسرا ابدال تیسری اقلیم میں رہتا ہے وہ
حضرت ہارون علیہ السلام کے دل پہ ہے نام اس
کا عبد المرید ہے۔

چوتھا ابدال چوتھی اقلیم میں رہتا ہے۔ وہ
حضرت ادریس علیہ السلام کے دل پہ ہے۔ نام
اس کا عبد القادر ہے۔

پانچواں ابدال پانچویں اقلیم میں رہتا ہے نام اس کا عبد القاہر ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دل پہ ہے۔

چھٹا ابدال چھٹی اقلیم میں رہتا ہے اوس کا نام عبد السمیع ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دل پہ ہے۔

ساتواں ابدال ساتویں اقلیم میں ہے اوس کا نام عبد البصیر ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے دل پہ ہے۔

یہ ساتواں ابدال جس کا نام عبد البصیر ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں

اے محبوب!

یہ فقیر ان ساتوں ابدالوں کے ساتھ سفر میں ہم صحبت تھا۔ یہ تمام عارف ہیں ساتھ لطائف اور معارف الٰہی اور جو اسرار کے ساتوں ستاروں میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے یعنی جو تاثیر زحل اور مریخ اور عطارد اور زہرہ اور مشتری اور شمس اور قمر میں ہے ان ساتوں

ابدالوں میں ہے اللہ تعالے نے وہ ہی تاثیر رکھی ہے اور دو ابدال اون ساتوں سے جو کہ مسمیٰ عبد القادر اور عبد القاہر ہیں۔ جس ولایت پہ اور جس قوم پہ قہر خدا کا ہووے اون کو حکم ہوتا ہے۔ پس ان کے سبب سے خراب ہوتی ہے وہ ولایت۔

اے محبوب!

تین سو اور ستاون ابدال اور ہیں۔ تین سو تو اُن ابدالوں سے اوپر دل حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں اُون کو اس فقیر نے چشمۂ رود نیل پہ ملاقات کری ہے۔ اور یہ تمام تین سو ستاون ابدال پہاڑ میں رہتے ہیں اور خوراک انہوں کی برگ درختاں تُکّے ہیں اور تلخ بیابان کی اور یہ ابدالان کمال معرفت خدا میں مقید ہیں۔ سیر اور طیر نہیں رکھتے۔

جیسے حدیث شریف عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان اللہ خلق ثلثمائۃ نفسا قلوبھم علیٰ قلب آدم علیہ السلام ولہ... اربعون قلوبھم علی قلب موسیٰ علیہ السلام

ولہ سبعۃ قلوبھم علیٰ قلب ابراھیم علیہ السلام ولہ خمسۃ قلوبھم علیٰ قلب جبرئیل علیہ السلام ولہ ثلاثۃ قلوبھم علی قلب میکائیل علیہ السلام و لہ واحد قلبہ علیٰ قلب اسرافیل علیہ السلام ۔ الخ ۔

معنی اس کے پہلی فصل میں مفصل وار بیان ہو گئے ہیں ۔ غرض یہ تمام ابدال ساتھ ترتیب مذکور کے فیض قطب ابدال سے لیتے ہیں ۔ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہے ۔

اے محبوب !

تمام ابدال چار سو اور چار تن ہیں ۔ ان سے تین سو اور چونسٹھ کا تو میں نے ذکر کیا ہے اور چالیس اور ہیں ۔ جیسے حدیث شریف ہے ۔ قال علیہ السلام ابدال امتی اربعون رجلا اثنیٰ عشرۃ بالشام ثمان وعشرون بالعراق فخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔ ابدال میری امت کے چالیس مرد ہیں

بارہ تو شام کے ملک میں ہیں اور اٹھائیس تن عراق میں ہیں۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کو دو قسم فرض کیا ہے آدھا شرقی، آدھا غربی۔

عراق سے مراد آدھا شرقی کی لی ہے جیسے خراسان ہندوستان، اور ترکستان اور تمام ولایت شرقی بیچ عراق کے داخل ہے۔

آدھا غربی جیسے شام اور ولایت مصر کی اور مغرب کی اور سوائے اس کے بیچ شام کے ولایت داخل ہے پس فیض اُن چالیسوں ابدال کا اوپر تمام عالم کے پہونچتا ہے۔

اور کشف المحجوب والا اور مشائخ انہیں چالیس ابدالوں کو چہل ابرار لکھتے ہیں یہ دونوں حال مقبول ہیں۔

اب بیان ہوتا ہے

اوتادوں کا

اے محبوب!

اوتاد چار شخص ہیں کہ چاروں کھونٹوں اس جہان میں کھڑے رہتے ہیں۔
ایک سے ملاقات میری مغرب میں ہوئی تھی نام اُس کا عبد الودود ہے۔
دوسرے کو مشرق میں دیکھا ہے اور اوس کا نام عبد الرحمٰن ہے۔
اور تیسرے سے جنوب میں ملاقات کری تھی اوس کا نام عبد الرحیم ہے
چوتھے سے شمال میں ملا ہوں کہ اوس کا نام عبد القدوس ہے۔
اگر ان چاروں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے ایک

شخص کو اوس کے نائبان سے اوس کی جگہ پہونچا دیتے ہیں چاروں رکن جہان کے ان چاروں کے وجود سے معمور ہیں ان چاروں اوتاد کی مثال مثل پہاڑ کے ہے جیسے زمین ان پہاڑوں سے مضبوط ہو رہی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ والجبال اوتادا۔ اسی طرح ایسے یہ عالم ٹھہر رہا ہے۔ واللہ اعلم

اب بیان ہوتا ہے

نقبا کا

اے محبوب!

نقبا تین سو ہیں۔ اور نام تمام نقبار کا علی ہے۔
اور نجبا ستر ہیں نام ان سب کا حسن ہے۔
اور اخیار سات ہیں اور نام اون کا حسین ہے۔
اور عمداء چار ہیں اون کا نام محمد ہے۔
ایک غوث ہے نام اوس کا عبداللہ ہے۔

اور جب غوث فوت ہو جاتا ہے۔ اوس کی جا بجا عمدا ر سے ایک شخص کو کرتے ہیں۔

اور عمداء مرے تو اوس کی جگہ اخیار کو، اوس کی جگہ نجیب کو اوس کی جگہ ایک نقیب کو اوس کی جگہ ایک عام نیک بخت کو۔

اے محبوب!

نقبا مغرب کی زمین میں رہتے ہیں۔ یعنی زمین سویدا میں سویدا کے معنی اندھیرے کے ہیں اُس جگہ ایک پہر کا دن ہوتا ہے جیسے صبح سے چاشت تک باقی تمام رات ہی رات رہتی ہے لیکن جب نماز کا وقت ان پانچوں وقتوں سے کوئی آتا ہے یہ نقیب لوگ اوس زمین کو طے کر کے اور ملک میں آ کر نماز پڑھتے ہیں میں نے ان کو اسی طرح دیکھا ہے۔

اور نجبا مصر میں سکونت رکھتے ہیں

اور اخیار ہمیشہ مسافری میں رہتے ہیں ان کو سکونت اور قرار نہیں ہے۔

اور عمداء زمین کے کناروں پر رہتے ہیں۔

اور غوث مکہ میں رہتا ہے مگر یہ بات دل پہ قرار نہیں پکڑتی کیونکہ اکثر بزرگان غوث ہوئے ہیں اور کعبہ میں وہ نہیں رہتے ہیں۔

جیسے غوث الاعظم شیخ ابو العباس قصاب قدس سرہٗ آمل میں رہتے تھے۔

اور حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں رہتے تھے۔

تو اس کا بیان میر سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کہ اپنے وقت کے غوث تھے لطائف اشرفی اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں کہ آٹھ پہر غوث کا کعبہ میں رہنا کچھ شرط نہیں ہے۔ کامل اولیاء کو اللہ تعالےٰ نے ایسی فوقیت دی ہے کہ ایک پلک میں کئی شہر آبادی ویرانہ میں ظہور کرتے ہیں اور دکھلائی دیتے ہیں۔ اور چاہے جہاں تشریف لے جاتے ہیں۔

اور بعضے مشائخ غوث اور قطب ایک کو ہی لکھتے ہیں فرق ان میں نہیں لکھتے ہیں۔

جیسے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہے کہ اوس کا غوث اور قطب نام ہے۔

لیکن محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے فتوحات

نکی میں اور اکثر کتابوں میں فرمایا ہے کہ غوث جدا ہے
اور قطب الاقطاب جدا ہے۔

اور میر سید اشرف جہانگیر لطائف اشرف
میں لکھتے ہیں کہ اگر وجود غوث کا اور قطب الاقطاب کا
جہان میں موجود نہ ہو تو تمام جہان اوپر نیچے ہو جائے
لیکن یعنی ان میں فرق لکھا ہے کہ جدے جدے ہیں۔
لیکن جو غوث درجہ میں ترقی کرتا ہے اور بڑھتا ہے
تو افراد ہوتا ہے اور قطب الاقطاب بھی جب ترقی کرتا ہے
وہ بھی افراد ہوتا ہے تو اس کا اور غوث کا درجہ برابر ہوتا
ہے اور جب افراد ترقی کرتا ہے۔ تو قطب وحدت ہوتا
ہے یعنی معشوقی کے مقام کو پہونچتا ہے۔

اے محبوب!

وہ بارہ قطب کہ جن کا ذکر پہلے ہوا ہے ہیچ گردے
عالم کے اور ولایتوں میں رہتے ہیں اور قطب الاقطاب
شہر معظم میں رہتا ہے۔

الغرض حالت قطبیت میں شہر اور بستیوں میں اور
گاؤں میں ساکن رہتے ہیں اور جب ترقی کرتے ہیں اور

افرادی کے مقام میں پہونچتے ہیں اون سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ایک مقام کے مقرر کرنے سے گزر جاتے ہیں جس جگہ اُن کا جی چاہے اوس جگہ رہتے ہیں اور معشوق سے بھی ترتیب ساقط ہے۔

اور کشف المحجوب والا لکھتا ہے کہ مکتومان چار ہزار تن ہیں کہ ہمیشہ بیچ جہان کے رہتے ہیں اور اُن سے ایک کو دوسرا نہیں پہچانتا ہے بلکہ اپنے حال اور جمال کی اور مرتبہ کی بھی اون کو خبر نہیں ہے بیچ تمام حال کے خلق سے اور اپنے سے بھی چھپے رہتے ہیں۔

اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ اکثر مکتومان لباس رندانہ میں رہتے ہیں۔ سوائے موحد اہل باطن کے اون کو کوئی نہیں پہچانتا ہے۔

اے محبوب!

گوش رکھ کہ مقام افراد کا لکھا جاتا ہے۔ اما المفردون فمنهم من هو علی قلب علی کرم الله وجهه وعلی قلب محمد صلی الله علیه وسلم لیکن مفردان اوپر دل علی کرم اللہ وجہہ اوپر دل محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ۔ کما قال علیہ السلام
ما رانی علی الحقیقۃ التی خلقنی اللہ تعالیٰ
علیھا غیر علی ابن ابی طالب یعنی جیسے کہا ہے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا مجھ کو کسی نے اوپر حقیقت
میری کے کہ پیدا کیا ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جس پر سوائے
حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹے ابی طالب کے ۔

ف یعنی میری جو اصلی صورت ہے وہ سوائے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے کسی نے نہ دیکھی ۔

اے محبوب !

افراد کامل اور غیر کامل افضل ہیں قطب الاقطاب
سے لیکن افراد کامل مظاہر وجہ تفرد روح حضرت علی رضی
اللہ عنہ کی ہے ۔

اور افراد غیر کامل مظاہر وجہ تعلق روح حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے ہیں ۔

پس تفرد اور تعلق میں بہت درجہ کا فرق ہے
ان تمام سے میری ملاقات سفر میں اور سیر اور طیر اقلیموں
میں ہوئی ہے اور ان ہر ایک نے مجھ کو نعمت بخشی ہے

ہے ۔ اور ان کا میں نے مرتبہ بھی مشاہدہ کیا ہے ۔

اے محبوب !

گمروہ افرادوں کی گنتی نہیں ہے ۔ بلکہ بہت ہیں اور آدمیوں کی نظروں سے چھپے ہوئے ہیں لیکن قطب مدار اور بعض قطب اون کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں جب کہ افرادان کامل سے ہو کہ مظاہر وجہ تفرد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ہیں کوئی درجہ سلوک میں ترقی کرے اوپر دل رسول علیہ السلام کے پہونچتا ہے اور جو اس جگہ سے ترقی کرتا ہے. قطب حقیقی ہوتا ہے جو کہ مقام معشوقی کا ہے یعنی قطب وحدت ہوتا ہے ۔

اے محبوب !

تمام اولیاؤں سے نہایت ان مقاموں کو دو شخص پہونچے ہیں ۔
ایک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں ۔

اور دوسرے حضرت شیخ نظام الدین بدایونی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

ان دونوں بزرگوں کی عمر نے وفا کری۔ اوس زیادہ عمر میں انہوں نے سلوک میں جلدی جلدی ترقی کر کے مقام معشوقی اور محبوبی کو پہونچے۔ ان دونوں کو مشارب روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔

اے محبوب!

ایک دن یہ فقیر کشتی میں دریائے نیل کے مصر میں حضرت خضر علیہ السلام کا ہم صحبت تھا اس وقت ذکر شاہدان لا ابزالی کا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دو بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ نظام الدین بدایونی رحمتہ اللہ علیہ مقام معشوقی میں تھے ان جیسا اور کسی ولی کا درجہ نہ ہوا باقی اور تمام اولیاء بطفیل نبی اور علی سے مقام فردانیت میں تھے۔ سلوک میں بہت عمر نے وفا کری۔

اور یہ بھی بحر المعانی میں لکھا ہے۔ خواجہ بایزید بسطامی

رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ یہ دونوں بھی
مقام معشوقی میں پہونچے تھے ۔

اے محبوب !

قطب مدار متصرف ہے عرش سے تحت الثریٰ تک ،
اور افراد متحقق ہے عرش سے تحت الثریٰ تک
تحقیق میں اور تصرف میں بڑا فرق ہے ۔ قطب مدار
ہمیشہ تجلی صفات میں ہے ۔ اور افراد کامل ہمیشہ تجلی ذات
میں قطب مدار خاص ہے اور افراد اخص ہے
اور بعضے اولیاء تجلی افعال میں ، بعضے تجلی اسماء میں
بعضے تجلی آثار میں ، اور بعضے صحو میں ، بعضے سکر میں ،
اور بعضے ان دونوں مقاموں میں ہیں ۔ یہ مقامات اولیاء
کے بیچ عالم کثرت کے ہیں ۔ لیکن اہل فردانیت کے ان
مقاموں سے باہر تجلی رکھتے ہیں ۔ اور فردانیت بھی
مقام ہے ۔

اے محبوب!

یہ فقیر انیس برس تک سلوک میں عالم صحو میں تھا اور اکیس برس سکر میں تھا اس حد تک کہ مجھ کو اپنی خبر کچھ نہ تھی۔ لیکن میں نے کچھ سایہ شیخ اوحدالدین رضی اللہ عنہ کے جو کہ قطب اقلیم کا تھا انھوں نے مجھ کو اس اکیس برس کے سکر کی خبر دی جب مجھ کو معلوم ہوا کہ اس مدت تک میں مست تھا۔ اب اوس مدت سکر پیچھے صدقہ اپنے پیر کے فردانیت کے مقام میں نزول کیا ہے۔

اے محبوب!

یہ بیان عمر قطب مدار کا ہے۔ اور بعضوں کی تو تین اور تیس برس اور تین مہینوں کی ہوتی ہے اور بعضوں کی تیس برس اور چار مہینہ اور آٹھ روز کی۔ اور بعضے آٹھ اور تیس برس اور تین مہینوں اور دو دن کی۔ اور بعضوں کی پچیس برس کی اور بعضوں کی بائیس برس اور گیارہ مہینہ اور بیس دن کی اور بعضوں کی اڑتیس

برس کی اور پانچ مہینہ اور دو دن کی ہوتی ہے۔

اے محبوب!

تیس اور تین برس اور چار مہینوں سے زیادہ قطب مدار کی کہ جس کو غوث کہتے ہیں عمر نہیں ہوتی۔ اور انیس برس اور پانچ مہینہ اور دو دن سے کم نہ ہووے اگر اس عمر میں جو ذکر ہوا ہے قطب مدار کی اجل آجاوے مر جاتا ہے اور اگر اس عمر سے زیادہ جیا تو درجہ میں ترقی کرتا ہے۔ یعنی درجہ افراد کا ملتا ہے اور عمر افراد کی پچاؤن برس کی ہوتی ہے نہ زیادہ نہ کم۔ اگر اس عمر میں اجل آجاوے فوت ہو جاتا ہے نہیں تو درجہ قطب حقیقی میں کہ جس کو قطب وحدت اور معشوق اور محبوب کہتے ہیں پہونچتا ہے۔

اور مرتبہ معشوقی کا یہ ہے کہ جو معشوق کہے اللہ تعالیٰ وہی کرے۔

جیسے اس مرتبہ قطب وحدت میں حضرت فرید الدین کو حکم حق کا آیا تھا کہ اے فرید اب تک تو جو میں نے کہا سو تو نے کیا اور اب جو تو کہے وہ میں کروں چنانچہ یہ بیان

تمام خیر المجالس میں شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے لکھا ہے۔

اے عزیز! جو کچھ کہ اس کتاب بحر المعانی میں میں نے لکھا ہے نہ تو علم الیقین سے لکھا ہے۔ نہ عین الیقین سے لکھا ہے۔ بلکہ مشاہدہ حقیقۃ الیقین سے لکھا ہے

تمام ہوا یہ ترجمہ کتاب بحر المعانی کا۔ اور شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب عروہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام یہ بھی رجال اللہ اس اُمت میں داخل ہیں حضرت خضر علیہ السلام قطب ابدال کی صحبت رکھتے ہیں۔ اور حرمت اوس کی رکھتے ہیں اور دعا خیر اوس کے حق میں کرتے ہیں اور نماز اوس کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اور جو حاجت اوس کو نقد جنس کی پڑتی ہے دیتے ہیں اور نام حضرت خضر علیہ السلام کا ملکان بن یلیان بن طبان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام ہے اور خضر اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ جس جگہ بیٹھتے ہیں سبز ہو جاتی ہے اور پیدائش خضر کی زمین فارس میں دو فرسنگ شیراز سے ایک بستی ہے وہاں ہوئی۔

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

تحفۃ المحبوب
سخنِ محبوب
گفتارِ محبوب
کتب خانہ نذیریہ
"مسلم منزل"
کھاری باؤلی دہلی
Kutab Khana
Naziria
DEHLI-6